644

جناب قائم مقام سپیکر کا بطور ڈپٹی سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(03)/2008/702. Dated. 14th June, 2012. On resumption of office as such by Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, Rana Mashhood Ahmad Khan, Deputy Speaker, ceases to act as Speaker with immediate effect.

MAQSOOD AHMAD MALIK
Secretary

646

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال13-2012پر عام بحث"

648

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

جمعرات، 14۔ جون 2012

(یوم الخمیس، 23۔ رجب المرجب 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 14 منٹ پر زیر صدارت جناب چیئرمین ڈاکٹر اسد اشرف منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ
فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا
مَّقْدُوْرًا ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ
وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

سورة الأحزَاب آيات 38تا40

پیغمبرؐ پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کے لئے مقرر کر دیا۔ اور جو لوگ گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے۔ اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا تھا(38) اور جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے(39) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے(40)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

رَب عالم نے تجھ کو بُلایا وہاں جس جگہ پہ کسی کو بُلایا نہیں
ایک جلوے نے موسیٰ کو بے خُود کیا لَامکاں پہ بھی تو ڈگمگایا نہیں
اُن کو معراج کی شَب یہ حق نے کہا یُوں تو پیارے ہیں مجھ کو سبھی انبیاء
میرے نزدیک آ میرے نزدیک آ، آج تجھ سے تو کچھ بھی چُھپایا نہیں
میں ہوں طالب تیرا میرا مطلوب تُو انبیاء میں مجھے سب سے محبوب تُو
میں تیرا اور مجھ سے ہے منسوب تُو میرا جسم نہیں تیرا سایہ نہیں

تعزیت

گلوکار مہدی حسن کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: جناب چیئرمین! میں نے یہ گزارش کرنی تھی کہ اس سے پہلے کہ ہم کارروائی کا آغاز کریں ہمارے مایہ ناز گلوکار جناب مہدی حسن اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے ثقافتی حوالہ سے اُن کی جو contribution تھی وہ سب کے سامنے ہے تو آپ کے توسط سے اس ایوان سے آپ سے گزارش ہے کہ ہم اُن کے لئے فاتحہ خوانی کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! اُن کا کل نمازِ جنازہ ہے تو اگر اُن کے لئے ویسے دعا کر لی جائے تو اچھا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، گلوکار مہدی حسن کے لئے دعا مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گلوکار مہدی حسن کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

تحاریک استحقاق

جناب چیئرمین: تحریک استحقاق نمبر 17 جناب شاہجہان احمد بھٹی صاحب کی ہے۔ تحریک پڑھی جا چکی ہے میرے خیال میں اس کا جواب آنا تھا۔

اے ایس پی ننکانہ صاحب کا معزز ممبر اسمبلی سے تضحیک آمیز روّیہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! زیر غور تحریک استحقاق کا جواب آ چکا ہے اگر معزز محرک چاہتے ہیں تو اس کا جواب پڑھ دوں ورنہ اس کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب چیئرمین! میری تحریک کا جواب پڑھا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! تحریک استحقاق نمبر 17/2012 کا جواب یہ ہے۔ مسئلہ زیر بحث اسمبلی کے متعلق گزارش ہے کہ ضلع

شیخوپورہ میں حکومت کی ہدایت پر ملزمان کے خلاف کریک ڈاؤن کیا گیا اور اسلحہ کی بہتات کی وجہ سے شیخوپورہ کرائم کا گڑھ بن چکا تھا جس کی وجہ سے ضلع ہذا میں ناکہ بندی کروائی گئی۔ اس لحاظ سے عوام کے وسیع تر مفاد میں ناکے لگائے گئے ضلع بھر میں پولیس نے دن رات محنت کر کے کرائم کنٹرول کیا ہے۔ معزز ممبر اسمبلی شاہجہان احمد بھٹی، ایم پی اے کو بھی ناکہ پر روٹین کی چیکنگ میں روکا گیا تھا۔ معزز ممبر اسمبلی کا استحقاق مجروح کرنا مقصد نہ تھا معزز ممبر اسمبلی نے جب اپنا تعارف کروایا اُنہیں اُسی وقت جانے دیا گیا۔ معزز ممبر اسمبلی سے جان بوجھ کر ایسا نہ کیا گیا ہے اگر معزز ممبر اسمبلی سمجھتے ہیں کہ اُن کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو ضلع پولیس اس کی مکمل انکوائری کرے گی۔

جناب چیئرمین! ڈی پی او شیخوپورہ کی طرف سے یہ جواب آیا ہے لیکن میری آپ سے humble submission ہے کہ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: اس میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ناکوں سے پہلے کرائم ریٹ کیا تھا اور ناکوں کے بعد کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! یہ تو کمیٹی میں پوچھا جائے گا کہ اب کیا صورتحال ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب چیئرمین! اب یہ matter obviously, Committee on Privileges کو جائے گا اور اُدھر یہ deliberations ہوں گی اور ساری حقیقت سامنے آ جائے گی۔ میری expectations یہ ہیں کہ اس کے نتیجہ میں عوام کی بھی کوئی بہتری نکلے کیونکہ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ یہ issue صرف ایک میری ذات کا نہیں یا اسمبلی کی overall privileges کا issue نہیں۔ یہ اسمبلی جنرل پبلک کو represent کرتی ہے اور پبلک کے ساتھ پولیس کا جو سلوک ہوتا ہے اُس کی rectification میں یہ ایک hopeful اقدام ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ جب استحقاقات کمیٹی اس تحریک پر deliberate کرے گی اور اُس کے بعد جو فیصلہ آئے گا اُس سے یقیناً ہماری عوام کے لئے کوئی نہ کوئی بہتری نظر آئے گی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! پولیس اپنی ڈیوٹی صحیح طور پر انجام نہیں دیتی۔ پولیس کو چیک کیا جائے آپ بجٹ میں پولیس کے لئے اتنا پیسا بھی رکھتے ہیں اس بجٹ میں 82-ارب روپیہ رکھا ہے کیا کسی

بھی سی سی پی او نے کسی تھانے کو monitor کیا ہے کہ یہ ایس ایچ او کیا کرتے ہیں اور یہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی حالت اتنی خراب ہے کہ روز بروز قتل اور ڈکیتیاں بڑھ رہی ہیں۔ تھانوں میں کیمرے لگا کر ان کو چیک کیا جائے کہ یہ تھانوں کے اندر کیا کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اب ہم تحریک استحقاق نمبر 19 میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا کی لیتے ہیں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of۔ تحریک استحقاق نمبر 20 رانا منور حسین صاحب۔۔۔ رانا صاحب کی طرف سے pending کی request آئی ہے تو اس کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! اتنا اہم اجلاس چل رہا ہے اور یہاں پر کوئی ایک وزیر بھی موجود نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ اجلاس کا 10 بجے کا ٹائم تھا اور ابھی وقت دیکھ لیجئے۔

جناب چیئرمین: اُن کو لوگ officiate کر رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! آپ نے اُن کو فون کر کے بلانا ہے اُن کی اپنی ذمہ داری کوئی نہیں ہے کہ وہ وقت پر یہاں آکر بیٹھیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں آپ کی بات concerned quarters پر پہنچ گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (جناب عبدالوحید چودھری): جناب چیئرمین! میں معزز ممبران کی باتیں غور سے سُننے اور نوٹ کرنے کے لئے بطور پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ موجود ہوں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کی بات اُن تک پہنچ گئی ہے وہ اپنے چیمبر میں بیٹھے ہوئے ہیں ابھی اِدھر آجاتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! یہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں تو اپنی سیٹ پر بیٹھیں یہ تو منسٹر کی سیٹ پر بیٹھے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے سیٹوں پر نام لکھے گئے ہیں کہ کون کون کہاں پر بیٹھ سکتا ہے اس لئے کوئی ایسی بات نہیں کیونکہ میرا اور رانا محمد ارشد صاحب کا نام بطور پارلیمانی سیکرٹری فرنٹ سیٹوں پر لکھا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! رولز میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ منسٹرز کی سیٹوں پر پارلیمانی سیکرٹری بیٹھ سکتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب چیئرمین! یہ وہاں پر بیٹھ سکتے ہیں، نہ بول سکتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ جناب عبدالوحید چودھری، وزراء کی سیٹوں سے اُٹھ کر اپنی سیٹ پر تشریف لے گئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! Rule ان کو میں بتا دیتا ہوں، پڑھ یہ لیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن ایوان میں تشریف لے آئے)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! وزیر خزانہ تو تشریف لے آئے ہیں باقی منسٹرز کہاں ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! میں ان کو rule بتا دیتا ہوں یہ پڑھ خود لیں۔ یہ 71(3) Rule پڑھ لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! ہمیں یہ بتایا جائے کہ ایک رات کے وزیر خزانہ آ رہے ہیں اور کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب وزیر کی سیٹ پر بیٹھ سکتے ہیں اور ہمارے سوالوں کے جواب دے سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! کل آخری مقرر تک وزیر خزانہ یہاں بیٹھے رہے ہیں اور notes لیتے رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! ruling دیں کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری وزیر کی سیٹ پر بیٹھ سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: ان کا نام لکھا ہوا ہے۔ جس جگہ پر نام لکھا ہوا ہے وہاں بیٹھ سکتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی ruling کو challenge کرتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ قومی اسمبلی میں فہمیدہ مرزا صاحبہ سپیکر قومی اسمبلی کی ruling کو challenge نہیں کیا جا سکتا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، کرنل صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں آپ کی اور House کی توجہ ایک اہم واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ کل راولپنڈی میں بے نظیر ہسپتال میں ایک اندوہناک واقعہ ہوا ہے کہ آکسیجن کی کمی کی وجہ سے پانچ مریض ہلاک ہو گئے۔ اس سے پہلے لاہور میں دوائیوں کا واقعہ ہوا پھر معصوم بچے جل گئے اور اب وہاں آکسیجن کی کمی کی وجہ سے پانچ مریض مر گئے ہیں تو حکومت پنجاب کیا کر رہی ہے؟ یہ لوگوں کو کس چیز کی سزا دے رہی ہے۔ جب ایک ہسپتال کی administration اتنی خراب ہوتی ہے، دوسرے کی ہوتی ہے لیکن وزیر صحت نہیں ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ---

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! آپ اس کو باضابطہ طور پر تحریری شکل میں لے کر آئیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: یہ دوسروں کے اوپر تو انگلیاں اٹھاتے ہیں، دشنام طرازی کرتے ہیں اور اُدھر جا کر پنکھے جھلتے ہیں۔ یہ اپنا House in order کیوں نہیں کرتے؟ اس طرح پنکھے جھلنے سے کام نہیں چلتا۔ آپ نے آرٹیکل 120 میں لکھا ہوا ہے کہ decentralization کریں، آپ نے ساری منسٹریاں ایک جگہ پر concentrate کی ہوئی ہیں۔

سرکاری کارروائی

بجٹ

سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث

(---جاری)

جناب چیئرمین: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔ آپ تقریر نہ کریں۔ اب بجٹ پر بحث کا آغاز مخدوم سید احمد محمود صاحب کریں گے۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے تو وزیر خزانہ، اس House کے قائد ایوان، قائد حزب اختلاف، تمام ممبران اور خاص طور پر خواتین ممبران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس اسمبلی نے پانچواں بجٹ سنا۔ میں 1985 کی اسمبلی میں بھی تھا جو 1988 میں ختم ہوئی۔ میں نے 1988 کی صوبائی اسمبلی میں صوبائی وزیر کی حیثیت سے کام کیا جو کہ 1990 میں ختم ہوئی۔ میں 1990 میں ایم این اے بنا۔ میں 1993 میں پھر ایم این اے بنا۔ میں 1997 میں دو سیٹوں پر ایم این اے بنا اور

وفاقی کابینہ کا ممبر بنا۔ میں نے اپنی سیاسی زندگی میں کبھی بھی پانچواں بجٹ اسمبلی میں بیٹھ کر نہیں سنا۔ 2002 کی اسمبلی کو credit دیا جاتا ہے لیکن وہ اس لئے ماند پڑ جاتا ہے کہ وہ dictatorial دور تھا۔ یہ جمہوری دور کا پانچواں بجٹ ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری سیاسی قیادت اور ممبران کی maturity show کرتا ہے۔ میں ایک دفعہ پھر وزیر خزانہ کو پانچواں بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں یہاں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ ایک ایسے بجٹ پر بحث کرنا عجیب سا لگتا ہے کہ جب آپ کے ملک کی economy کا حال آپ کے سامنے ہے۔ ہم لوگ نوٹ چھاپ چھاپ کر مہنگائی میں اضافہ کر رہے ہیں۔ ہمارا infrastructure تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ سیاست اللہ کی مہربانی سے بڑی کامیابی سے چل رہی ہے لیکن ملک کے ادارے تباہی کی طرف چلتے چلے جا رہے ہیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جب میں پاکستان کے اداروں کی طرف دیکھتا ہوں۔ ہمارے پاکستان کے ادارے mismanagement کا شکار ہیں۔ ہمارے محکمہ جات mismanagement کا شکار ہیں اور کرپشن نچلی سطح سے لے کر اوپر کی سطح تک پھیل چکی ہے۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جب میں اپنی قومی ائرلائن پی آئی اے پر سفر کرتا ہوں اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ اس بہترین ائرلائن کی ہم نے خود viability کو ختم کیا ہے۔ یہ وہ ائرلائن ہے جس نے سنگاپور ائرلائن کو بنایا، جس نے امارات ائرلائن کو بنایا لیکن ہماری management کا یہ حال ہے کہ پی آئی اے بالکل bankruptcy کے کنارے پر کھڑی ہے۔ ہم بچپن میں ریلوے پر سفر کیا کرتے تھے۔ ہماری ریلوے بہترین تھی بوگیوں سے خوشبو آیا کرتی تھی اور اس کے ڈائننگ کار میں بہترین کھانا ہوا کرتا تھا۔ آپ اب ریلوے کا حال دیکھ لیں کہ hemorrhaging ہو رہی ہے اور پاکستان کی economy پر اثر پڑ رہا ہے۔ اسی طرح جب سٹیل مل لگی تھی تو یہ سوچ کر لگی تھی۔۔۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! اس کا بجٹ سے کیا تعلق ہے؟

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! حوصلے سے سنیں۔ وہ بات کر سکتے ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! میں ممبران کو یہ عرض کر دوں کہ بجٹ تقریر میں آپ سوائے بجٹ کے کچھ بھی کہہ سکتے ہیں اور بجٹ پر آج کچھ بولنا چاہتے ہیں تو سوائے بجٹ کے اور کچھ نہ کہیں تو آپ کی مرضی ہے اس لئے ان کو چاہئے کہ یہ لائبریری سے پرانی کتب نکال کر پرانے ممبران کی تقاریر پڑھ لیا کریں۔

جناب چیئر مین! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ management پر زور دینا چاہئے۔ ہمارے ملک میں اس کا فقدان ہے۔ ہمارے ادارے mismanagement کی وجہ سے تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ میں پیپلز پارٹی کے دوستوں کے لئے عرض کرتا ہوں کہ میں صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب سے ملا تھا۔ میں یہاں floor پر کہہ رہا ہوں کہ He is a charming man. He is a good man. میں نے ان سے بھی یہی بات کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

انہوں نے مجھے تین چار دفعہ کہا کہ کوئی حکم ہے تو بتاؤ ہمارا پرانا تعلق ہے۔ میں نے کہا کہ میرا کوئی ذاتی حکم نہیں ہے۔ آپ صرف چار ادارے پی آئی اے، ریلوے، واپڈا اور سٹیل مل کو ٹھیک کر دیں تو اس سے اس ملک کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ یہ اللہ کا دیا ہوا ملک ہے اور بہترین ملک ہے۔ اس کی کسی کو فکر نہیں کرنی چاہئے۔ اس ملک میں برف گرتی ہے، پگھلتی ہے، نہروں میں پانی آجاتا ہے اور فصلیں اُگتی ہیں۔ ہمیں اپنے اداروں میں mismanagement کی فکر کرنی چاہئے اور management کو ٹھیک کرنا چاہئے۔ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک میں ایک دن ایسا لے کر آئے کہ اچھے اور ایمان والے لوگوں کو اچھی positions پر لگایا جائے۔ آپ ایمان والوں کو لگادیں گے تو آپ کے مسائل حل ہو جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے لئے کسی rocket science کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کرے management ٹھیک ہو۔ میں اس House کا بے حد شکر گزار ہوں بلکہ indebted ہوں۔ میں جتنے بھی Houses میں رہا ہوں سب سے زیادہ indebted اس House کا ہوں کیونکہ یہ وہ House ہے جس نے بہاولپور صوبہ کی بحالی کا فی الفور مطالبہ کیا ہے۔ اچھے House کی نشانی یہ ہے کہ وہ کونوں سے آتی ہوئی لوگوں کی آوازیں سن سکے۔ اگر ہم نے بلوچستان کی آواز اور اُن کی فریاد وقت پر سنی ہوتی تو آج بلوچستان کے یہ حالات نہ ہوتے جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ وہ محب وطن لوگوں کا صوبہ تھا لیکن ہم نے اُن لوگوں کے ساتھ ظلم یہ کیا کہ جب وہاں سے ہم نے سوئی گیس دریافت کی جسے لاہور، راولپنڈی، ملتان اور فیصل آباد میں اتنا سستا بیچا کہ لوگ ماچس جلانا پسند ہی نہیں کرتے تھے یعنی چولہا جلتا ہی رہتا تھا۔ اگر ہم نے اُن کے سوئی گیس جیسے وسائل لئے تو اُن کو صحیح قیمت پر بیچتے اور اُن کی royalty میں اضافہ کر کے اُس کی صحیح قیمت اُن تک پہنچاتے تو آج بلوچستان ہم سے اتنا خفا نہ ہوتا۔ میں نے بلوچستان کی صرف ایک مثال دی ہے۔ آپ لوگوں نے بہاولپور صوبے کی بحالی کی آواز سنی جس پر آپ کا بہت شکریہ۔ آج سیاستدان بات کر رہے ہیں کہ ہمارا صوبہ بحال کر دو۔ اگر یہ صوبہ بحال نہ ہوا تو کل پھر disgruntled elements بات

کریں گے اور جب disgruntled element بات کرتا ہے تو وہ ملک کے لئے خطرناک چیز ہوتی ہے اور ہمارے دشمن بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میں اس House اور خاص طور پر تمام جماعتوں پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن) اور دیگر چھوٹی جماعتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے محسوس کرتے ہوئے بہاولپور صوبہ کی بحالی کا مطالبہ کیا۔

جناب چیئرمین! مجھے آپ کو بتانے میں خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اللہ کی مہربانی سے اسمبلی کے پہلے ممبران، وزیر خزانہ یا پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے بہترین کام کیا ہے۔ پنجاب میں infrastructure بہت اچھا ہے، ہر یونین کونسل کی سطح پر تقریباً BHU موجود ہے، ہر یونین کونسل کی سطح پر اگر ڈگری کالج نہیں تو ہائی سکول موجود ہے اور پرائمری سکول بھی بے شمار ہیں لیکن ہمیں توجہ یہ دینی چاہئے کہ پہلے infrastructure کو ٹھیک کریں۔ BHUs redundant پڑے ہوئے ہیں جنہیں ایک concerted effort کے ساتھ ٹھیک کیا جائے۔ محکمہ صحت سر جوڑ کر BHUs کو بہتر اور ٹھیک کرنے کے لئے target کرے۔ رحیم یار خان میں ایک سو چار BHUs ہیں اسی طرح پنجاب کے تمام اضلاع میں جتنے بھی BHUs ہیں جو redundant پڑے ہوئے ہیں اُن کو ٹھیک کر لیا جائے کیونکہ BHU غریب اور عام آدمی کو handle کرتا ہے۔ محکمہ صحت کے بجٹ کا مجھے علم ہے کیونکہ اُس میں ادویات، ڈاکٹروں کی تنخواہ اور BHUs کو maintain کرنے کے بھی پیسے ہیں لیکن وہ spend نہیں ہو رہے اور وہ mismanagement کا شکار ہیں۔ میں حکومت پنجاب کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ آپ concerted effort کریں کیونکہ بجٹ آپ کے پاس ہے اور وہ بجٹ آپ نے صرف وہاں پر پہنچانا ہے۔ ایک دن میٹنگ میں بیٹھے تمام ڈی سی او صاحبان سے میں نے پوچھا کہ اب تمہارے ضلع میں -/100 روپے کی value کیا ہے؟ جب میں ناظم تھا Then the value of hundred rupee in my district was about 94 rupees یعنی چھ فیصد کمیشن میں چلے جاتے تھے جو میں نہیں روک سکتا تھا لیکن اُس وقت ہم ensure کرتے تھے کہ باقی -/94 روپے زمین پر لگیں۔ اب اِن کو ensure کرنا چاہئے کہ پنجاب کے حصہ میں 250 بلین روپے آنے والے بجٹ کی value کیا ہے and they have to hold the bull by horns اگر یہ چھ فیصد کمیشن نکال کر -/94 روپے زمین پر خرچ کر دیتے ہیں تو میں گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ پنجاب میں انقلاب آ جائے گا لیکن اب monitoring نہیں ہے and they don't take hard decisions اب پیسے کی value ہی ختم ہوتی جا رہی ہے۔ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ لاہور کا ایک سو روپے والا بجٹ

رحیم یار خان میں پہنچتے پہنچتے پینتیس چالیس روپے کا بجٹ رہ جاتا ہے۔ ہم یہاں بیٹھ کر صرف یہ سوچ کر بجٹ پاس کرتے ہیں کہ 250۔ارب روپے پنجاب میں لگے گا مگر نہیں لگتا کیونکہ کمیشن، ٹھیکوں، misappropriation اور mismanagement میں کھایا جاتا ہے لہذا management کو ٹھیک کرنا چاہئے۔اس حکومت کا تھوڑا ساوقت رہ گیا ہے اور جب یہ آئندہ الیکشن میں جائیں گے تو انہیں یہ تمام چیزیں face کرنا پڑیں گی۔اب ان کے پاس ایک سال کا وقت ہے لہذا یہ اپنی management ٹھیک کریں، اپنے پیسے کی value کو intact رکھیں، کمیشن کو کم سے کم سطح پر لے کر آئیں کیونکہ ساری قوم کو پتا ہے کہ محکمہ C&W میں کمیشن چلتا ہے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کمیشن کی ratio بڑھتی چلی جارہی ہے جسے روکنے کی ضرورت ہے۔ میں infrastructure کے حوالے سے عرض کروں گا کہ یونین کونسل کی سطح پر BHUs اور RHCs موجود ہیں، تحصیل کی سطح پر THQs ہیں جو غریبوں کو ہی handle کرتے ہیں لیکن وہاں دوائی ملتی ہے اور نہ ہی کوئی صفائی کا انتظام ہے۔ صحت کا بجٹ دیکھیں تو سبحان اللہ کیونکہ اس میں خاکروبوں کا بجٹ بھی ہے اور ادویات کا بجٹ بھی ہے لیکن خرچ نہیں ہو رہا، آخر وہ بجٹ کون کھا رہا ہے اور کہاں چلا جاتا ہے؟ آخر تحصیل ہیڈ کوارٹر کیوں کام نہیں کرتا، وہاں غریب آدمی کو دوائی کیوں مہیا نہیں کی جاتی، وہاں نرسنگ سٹاف اور ڈاکٹر کیوں موجود نہیں ہیں اور وہاں ڈاکٹر پرائیویٹ practice کیوں کر رہے ہیں بلکہ ڈاکٹروں نے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کو یہ سمجھا ہوا ہے کہ اُن کا کوئی والی وارث ہی نہیں ہے۔ اگر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کا کوئی والی وارث نہیں ہے تو پھر سمجھیں کہ حکومت پنجاب کی writ نہیں ہے، یہ writ کمزور ہوتے ہوئے پھر لاء اینڈ آرڈر کو بھی effect کرتی ہے۔ تحصیل آپ کے infrastructure کے لئے ایک بہترین level ہے خدا کے لئے تمام تحصیلوں کو focus کرتے ہوئے اُن کی طرف توجہ دیں۔ پنجاب میں ساٹھ ستر تحصیلیں ہوں گی اگر ساٹھ ستر ہسپتالوں کو حکومت پنجاب ٹھیک نہیں کر سکتی تو پھر حکومت کیا ٹھیک کرے گی؟ میں توقع کرتا ہوں کہ جو صاحبان یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ میری باتوں کو note کر رہے ہیں اور آج سے concerted focus and effort کے ذریعے BHUs, RHCs, THQs اور DHQs کی طرف توجہ دیں گے۔

جناب چیئرمین! میں جس شہر بھی گیا ہوں وہاں میں نے دیکھا ہے کہ sanitation کا ادارہ کام نہیں کر رہا۔ جب نئی حکومت آتی ہے تو ایک گرانٹ کا اعلان کر دیتی ہے پھر پورے شہر کو کھود دیتے ہیں۔ Sanitation بچھاتے ہیں پھر اُس کے اوپر سڑکیں بناتے ہیں اُس کے بعد پھر وہ choke ہو جاتا

ہے لہذا حکومت پنجاب کو sanitation کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ بڑے بہترین model ہمارے پاس ہیں جیسے اختر حمید خان کا model، کراچی میں اورنگی پائلٹ پراجیکٹ اور پنجاب میں LPP کا پراجیکٹ ہے۔ یہ ایک body بنائیں جو پورے پنجاب کے sanitation کا data collect کرے۔ پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے پاس data ہے کہ انہوں نے sanitation کے کتنے پراجیکٹس مکمل کئے ہیں، کتنے repair کئے ہیں اور کتنے کام کر رہے ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کیونکہ sanitation بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں نے صحت کی بات کی، sanitation کی بات کی اور اب ایجوکیشن کی بات کرتا ہوں کہ ہمارے پاس ہر یونین کونسل میں بہترین انفراسٹرکچر ہے جہاں ہائر سیکنڈری سکول بھی ہیں، کالج ہیں لیکن برا حال ہے کیونکہ اساتذہ کے تبادلے ہو رہے ہیں اور ہم انہیں اپنی مرضی سے دیہاتوں سے اٹھا کر شہروں کی طرف بھیج رہے ہیں۔ دیہاتوں میں جاتا کوئی نہیں ہے اور اگر کوئی چلا بھی جائے تو وہ سفارش کر کے ٹرانسفر کرا لیتا ہے تو دیہاتوں کے سکولوں کا بہت برا حال ہے۔ وہاں پر سکول redundant ہو چکے ہیں تو مہربانی کر کے آپ missing facilities پر توجہ دیں۔ جو چیزیں انفراسٹرکچر میں نہیں ہیں مثال کے طور پر فرنیچر، لائٹ بلب، پنکھے، ٹائلٹس وغیرہ کو مکمل کرنے کے بعد ensure کریں کہ آپ کے سکولوں میں اساتذہ کی اسامیاں خالی نہیں ہیں کیونکہ اتنا بڑا بجٹ ہونے کے باوجود سکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے خاص طور پر سائنس ٹیچر کی کمی ہے اور ٹیکنیکل ایجوکیشن side پر ٹیچروں کی کمی ہے تو مہربانی کر کے آپ نے اس بجٹ میں پیسا رکھا ہوا ہے تو اپنے انفراسٹرکچر کو manage کریں اور اپنے سکولوں کی حالت کو بہتر کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میری نظر میں بجٹ حکومت کی investment ہوتی ہے جسے فضول کاموں میں خرچ نہیں ہونا چاہئے، اسے اپنی سیاسی طاقت کو بڑھانے کے لئے خرچ نہیں کرنا چاہئے، اسے اپنی الیکشن مہم کے لئے خرچ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسے لوگوں کی سہولت کے لئے خرچ کرنا چاہئے۔ یہ investment ہے اور سب سے بڑی investment پنجاب میں زرعی سیکٹر میں ہو سکتی ہے۔ اللہ کرے کہ حکومت کو سمجھ آئے اور آج اگر زراعت میں ایک ارب روپے investment کریں گے تو چھ ماہ بعد انہیں تین گنا رقم واپس مل جائے گی۔ انہیں یہ سمجھنا چاہئے کہ زراعت ایک ایسا سیکٹر ہے کہ یہ جتنا پیسا اس میں لگائیں گے وہ ریونیو، economic activity اور economic viability کی شکل میں واپس ملے گا تو پنجاب حکومت سے میری یہ گزارش ہے کہ زرعی سیکٹر پر خطیر رقم investment کی جائے اور ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک laser leveler دیا جائے۔ زمینیں لیزر سے level کرنے کے

لئے آپ خود سکیمیں بنالیں۔ اس سے آپ کی فوری طور پر پیداوار بڑھے گی take my words for it دوسرے نمبر پر آپ کا پانی بچے گا تو ہر یونین کونسل کی سطح پر حکومت کو ایک laser leveler دینا چاہئے۔ میں جب ضلع ناظم تھا تو میں نے ہر یونین کونسل کی سطح پر یہ دیا تھا تو مہربانی کر کے پنجاب حکومت کو ہر یونین کونسل کی سطح پر laser leveler دینا چاہئے جس سے پیداوار بڑھنے کے ساتھ ساتھ پانی بچے گا اور آپ کو بھی فائدہ ہوگا کیونکہ پنجاب حکومت کے خزانے میں بھی پیسا آئے گا۔

جناب چیئرمین! لائیو سٹاک agriculture economy کی backbone ہے۔ آپ ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک بہترین نسل کا bull مہیا کریں جسے "سان" کہتے ہیں اور ایک بہترین نسل کا بیل دیں جس سے آپ کی نسل بہتر ہوگی۔ اگر ایک غریب آدمی کی دودھ کی پیداوار تین کلو گرام روزانہ ہے اور اگر آپ اچھی نسل کا اسے bull دے کر اس کا stock improve کر دیں گے تو اس سے تین کلو گرام سے اس کی پیداوار 10 کلو گرام پر چلی جاتی ہے جس کا مطلب ہے کہ آپ اسے سات کلو گرام کا economic benefit دیں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ایک buffalo اور ایک bull ہر یونین کونسل میں دینا چاہئے جس سے لائیو سٹاک بہتر ہوگا۔

جناب چیئرمین! فارم ٹو مارکیٹ روڈ کا بڑا فائدہ ہوتا ہے کیونکہ جہاں سے یہ سڑک گزر جاتی ہے تو وہاں کی economic condition بدل جاتی ہے۔ میں پچھلے دنوں بہاولنگر گیا ہوا تھا اور وہاں کی حالت دیکھ کر میں بہت اداس ہو گیا کیونکہ وہاں پر انفراسٹرکچر کا بہت بُرا حال ہے، سڑکوں کا بُرا حال ہے اس لئے فارم ٹو مارکیٹ روڈ کو ایک سکیم کے تحت بنائیں۔ مجھے نہیں پتا کہ آپ کی کتنی گنجائش ہے لیکن آپ اعلان کریں کہ مثال کے طور پر اس سال 20 ہزار کلو میٹر فارم ٹو مارکیٹ روڈ بنائیں گے یا 10 ہزار کلو میٹر فارم ٹو مارکیٹ بنائیں گے اور اسے ہر ڈویژن پر تقسیم کر دیں لیکن backward علاقوں کا زیادہ خیال کریں۔ بہاولپور، بہاول نگر، رحیم یار خان backward علاقے ہیں تو وہاں پر تھوڑی سی زیادہ فارم ٹو مارکیٹ روڈز دے دیں۔ اس کا criteria یہ بنائیں کہ پانچ کلو میٹر سے کم نہ ہو تاکہ اس کی usefulness میں اضافہ ہو۔ زرعی سیکٹر میں investment کرنا پنجاب حکومت کے فائدے میں ہے، عوام کے فائدے میں ہے جس سے آپ کے بجٹ کی نیک نامی ہوگی۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ عرض کروں کہ مجھے لگتا ہے کہ یہ ہمارا آخری بجٹ ہے اور اب ہم الیکشن کی طرف جائیں گے۔ پوری قوم کی نگاہیں ہماری طرف ہیں تو میری خواہش ہے کہ ہمارے سیاسی قائدین جو الیکشن میں stakeholders ہیں وہ سب مل کر بیٹھیں۔ یہ جو لڑائیاں اور point

scoring ہوتی ہے لیکن ہوتی رہے مگر تین چار چیزیں بڑی اہم ہیں کہ تمام stakeholders مل کر بیٹھیں اور طے کریں کہ ہمارا چیف الیکشن کمشنر کون ہوگا۔اس کے نام کو consensus کے ساتھ منظور کر کے اسے بنایا جائے اور میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کہ اب ہم الیکشن کی طرف جا رہے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ہم خود الیکشن کرائیں بجائے اس کے کہ کوئی ثالث آ کر الیکشن کرائے اور ہمیں آپس میں لڑتے ہوؤں کو چھڑوائے، پھر وہ بیٹھ کر الیکشن کرائے تو وہ ہمیں suit نہیں کرے گا۔ ہمیں suit یہ کرتا ہے کہ ہم خود بیٹھ کر دیانت داری اور ایمانداری سے free & fair الیکشن کرائیں جس کے لئے کچھ تقاضے ہمیں پورے کرنے پڑیں گے کہ چیف الیکشن کمشنر کی تقرری سب کو مل جل کر کرنی چاہئے۔ Caretaker حکومت کے لئے سب کو مل جل کر اس پر آپس میں debate شروع کرنی چاہئے اور Caretaker سیٹ اپ کے لئے agreement کرنا چاہئے۔اس کے بعد الیکشن date ہے this is very important الیکشن date پر ہم سب کو consensus develop کرنا چاہئے کیونکہ ابھی پتا ہی نہیں ہے کہ الیکشن ہوگا کہ نہیں۔ ہم آپس میں پوچھتے ہیں کہ کیا ہوگا تو یہ آخری سال ہے اور آپ شکر کریں کہ بغیر مداخلت کے یہاں تک پہنچ گئے ہیں تو کوشش کریں کہ بغیر مداخلت اور بغیر ثالثی کے الیکشن تک پہنچ جائیں اور جو بھی نتیجہ آئے گا ہم سب کو قبول ہوگا۔ اگر پیپلز پارٹی کی حکومت بنتی ہے تو مسلم لیگی ممبران کو قبول ہوگا اور اگر مسلم لیگ کی حکومت بنتی ہے تو انہیں قبول ہوگا لیکن اگر کسی تیسری طاقت کو موقع ملتا ہے تو پھر ہم سب کے لئے یہ بات باعث مذمت ہوگی اور ہماری یہ نااہلیوں میں سے ایک نااہلی ہوگی کہ ہم نے آخری دنوں میں آ کر اتنا کام خراب کر لیا کہ ثالثوں کو آنا پڑ گیا۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ تمام stakeholders کو الیکشن کی تیاری کرنی چاہئے اور تمام stakeholders کو اپنے اپنے بجٹ کو بہترین اور managed طریقے سے، ایمانداری سے اس پر implement کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ایوان کے تمام ممبران کو اگلی دفعہ کامیاب کرے۔ میری یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ایک اچھی management عطا فرمائے اور میری یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو اپنی امان میں رکھے اور اس ملک کو دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جناب احمد حسین ڈیہر!

جناب احمد حسین ڈیہر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اپنی آج کی بجٹ تقریر کو ذرا مختلف انداز میں کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جتنی بھی بجٹ تقاریر ہوئی ہیں ان میں، میں نے اکثریت

میں یہ note کیا ہے کہ ایک دوسرے پر تنقید کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ایک جماعت کے بجٹ کے تیار کرنے والے ممبران یہ کوشش کرتے ہیں کہ ہم دوسری جماعت کے اوپر اس کے اعداد و شمار نکال کر انہیں fail کرنے کی کوشش کریں اور دوسری جماعت کے ممبران پہلی جماعت پر اعداد و شمار نکال کر انہیں fail کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آخری بجٹ ہے تو اس پر ہمیں خود کو revaluate کرنا چاہئے کہ ہم نے کیا کیا ہے، یہ پانچ سال جو ہمیں ملے ہیں اس دوران ایک دوسرے سے لڑنے کے علاوہ کیا ہم نے اس غریب کو کچھ deliver کیا جس نے ہمیں یہاں پر منتخب کر کے بھیجا ہے، آج جب ہم واپس جاتے ہیں تو ہم دیکھیں کہ ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا، ہمیں جنہوں نے منتخب کیا تھا ہم انہیں کیا deliver کر رہے ہیں، کیا عوام نے ہمیں اس لئے منتخب کیا تھا کہ (ن) لیگ والے پیپلز پارٹی پر طنز کریں اور پیپلز پارٹی والے (ن) لیگ پر طنز کریں؟ کیا ہم نے عوام کو درپیش مہنگائی ختم کی ہے جو آج بھی بھوک سے مر رہے ہیں اور ہم اپنی پرائیویٹ میٹنگ میں بیٹھ کر یہ کہتے ہیں کہ عوام غربت سے مر رہی ہے، کیا آخری بجٹ میں اپنی evaluation اور خود احتسابی کرتے ہوئے احمد حسین ڈیہر یہ سوچتا ہے کہ میں نے اپنے حلقہ میں اپنی مرضی سے ایس ایچ او اور ڈی ایس پی لگوائے ہیں تو انہوں نے لوگوں کو کیا deliver کیا ہے اور وہاں پر چوری اور ڈکیتی ختم ہوئی ہے یا کسی ممبر نے یہ سوچا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

ہاں! ہم نے ڈی ایس پی اور ایس ایچ او لگوائے ہیں لیکن ہم نے ان پانچ پانچ ہزار ووٹ والوں کی مرضی سے جھوٹے پرچے کروانے کے لئے لگوائے ہیں۔ سب سے پہلے دوسروں پر طنز کرنے سے پہلے ہم خود سوچیں کہ ہم وہ ڈی ایس پی، ایس ایچ او لگوائیں جو غریب عوام کو انصاف دیں اور ان کے جھوٹے پرچے ختم کریں۔ آج میں on record کہتا ہوں کہ میرے تھانے میں پہلے ایک سال میں دو ہزار پرچے ہوتے تھے آج صرف تین سو ہوتے ہیں۔ میں نے کبھی اپنے مخالف پر بھی جھوٹا پرچہ نہیں ہونے دیا اور میں اس پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا ہم نے کمیشن لیا، کیا ہم نے کرپشن کی ہے اور کیا ہم نے ٹھیکیداروں سے اتنے فیصد لیا ہے؟ اگر نہیں لیا تو آج ہم دوسروں پر تنقید کرنے کے حقدار ہیں۔ آج میں پنجاب کے بجٹ کو discuss کرنا چاہتا ہوں لیکن اس نظر سے نہیں کہ میرا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے اور میں (ن) لیگ پر طنز کروں گا۔ میں اپنے آپ کو ایمانداری سے آپ کے آگے پیش کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں کس نے برباد کیا اور سیاستدانوں کو کس نے فیل کیا، Divide

and Rule کر کے ہمیں کس نے خراب کیا اور یہ کوئی نہیں ہے اگر کوئی ہے تو یہ پاکستان اور پنجاب کی بیوروکریسی ہے۔ بیوروکریسی کے علاوہ کسی نے ہمارے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)
میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب سیاستدان اقتدار میں آتے ہیں، آگر پنجاب کی باگ ڈور سنبھالتے ہیں اس کے بعد بیوروکریسی کا ایک خاص طبقہ ان کے قریب ہو کر ان کو یہ کہتا ہے کہ آپ پنجاب حکومت میں ہیں، آپ وفاقی حکومت کے خلاف اس اس طرح سے منصوبے بنا کر ان کو فیل کر سکتے ہیں اور وفاق حکومت کو کہتے ہیں کہ آپ پنجاب کو اس طرح فیل کر سکتے ہیں۔ آپس کے فیل کرنے کے چکر میں غریب رُل گیا اور غریب کی سوچنے والا کوئی نہ رہا۔(نعرہ ہائے تحسین)
آج اس Divide and Rule کی پالیسی کو خدا کے لئے سمجھ جائیں اور ان کی سازشوں سے بچ کر جو پورے ملک کو لوٹ کر کھا جاتے ہیں اور سیاستدان کو کرپشن کا بادشاہ declare کراتے ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کرپشن کس نے کی ہے اور اس ملک میں سب سے بڑا کرپٹ کون ہے؟ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ بیوروکریسی اس ملک کو لوٹ کر کھا گئی ہے۔ کروڑوں اربوں روپے ٹھیکیدار کماتے ہیں، ایکسیئن کماتے ہیں، چیف کماتے اور بدنام سیاستدان ہوتے ہیں۔ یہ بیوروکریسی سیاستدان کو چند چیزوں کے فائدے دے کر جو وہ ووٹوں کے لئے لیتے ہیں اور خود پورے کا پورا ملک کھا جاتے ہیں۔ یہ ہمیں ترقیاتی بجٹ دیتے ہیں اور اس میں cut لگاتے ہیں، cut لگا کر غیر ترقیاتی بجٹ کے نام پر اربوں روپے کھا جاتے ہیں اور کوئی ان سے پوچھنے والا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)
آج دیکھیں، ان اداروں میں بجلی کے بل آج بھی pending پڑے ہوں گے اور ان پیسوں کو دوسری مد میں تقسیم کر کے خود کھا جاتے ہیں۔ آج دیکھ لیں کہ ایک رجسٹر جو لیتے ہیں اس کی قیمت دس روپے ہوتی ہے اور یہ چالیس روپے کا لیتے ہیں۔ ڈیزل وغیرہ کی مد میں ہزاروں روپے ہڑپ کر لئے جاتے ہیں۔ مہنگائی کنٹرول کیوں نہیں ہوئی، مہنگائی کنٹرول کرنے کا اصل مجرم کون ہے؟ مہنگائی کنٹرول کرنے کی اصل مجرم انتظامیہ اور بیوروکریسی ہے۔ سیاستدان اس کو حکم دیتا ہے کہ آپ دکاندار کو کہو، آپ کاشتکار کو کہو کہ ہر کوئی صحیح دام وصول کرے۔ ان کی ایک سازش ہے وہ میں آج بتاتا ہوں۔ ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافے ہو جاتے ہیں، کرایہ دس روپے سے پندرہ روپے ہو جاتا ہے، پندرہ سے بیس روپے ہو جاتا ہے۔ یہ خود اضافے کر لیتے ہیں ان کو کوئی نہیں روکتا اس لئے کہ مہینے کے لاکھوں روپے سیکرٹری آر ٹی اے کے گھروں میں جاتے ہیں اور دوسرے سیکرٹریوں کے گھروں میں جاتے ہیں اس لئے کرایوں کو نہیں روکا جاتا۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔ اس کا ایک حل ہے۔

صرف تنقید ہی نہیں ہے بلکہ حل بھی ہے۔ حل یہ ہے کہ There should be a right man at the job right اس کی کیا صورت ہے؟ اس کی صورت صرف یہ ہے کہ آپ کا کوئی سیکرٹری ہو یا کوئی کنٹرول کرنے والا انچارج ہو اگر اس میں دو خصوصیات ہوں گی تو یہ سارے مسئلے حل ہو سکتے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں اور مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں وزیراعظم کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے یہاں پنجاب میں بھی چیف منسٹر صاحب کو دیکھا ہے لیکن جو میں سیکھ کر اپنا تجربہ بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر آپ کا سیکرٹری پہلے نمبر پر ایماندار ہو اور دوسرے نمبر پر وہ اس محکمے کا پی ایچ ڈی یا ایم فل ہو، technically اس محکمے کے بارے میں ہر چیز جانتا ہو اور اس کی qualification اس کے مطابق ہو تو آپ کا وہ محکمہ کبھی بھی فیل نہیں ہو سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر کیا ہوتا ہے؟ محکمہ ہیلتھ میں جو بیٹھا ہے اس نے ہیلتھ کی کبھی study ہی نہیں کی۔ محکمہ ایجوکیشن میں جو ہے وہ ایجوکیشن کے بارے میں کچھ جانتا ہی نہیں ہے۔ محکمہ پی اینڈ ڈی میں انچارج کو پتا ہی نہیں ہے کہ انجینئرنگ ہے کیا، ہماری کب اصلاح ہو گی؟ جب تک صحیح بندے کو صحیح جگہ پر نہیں لگائیں گے ہماری اصلاح نہیں ہو سکتی۔

جناب والا! میں پی اینڈ ڈی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ڈویلپمنٹ کا قبرستان ہے۔ وہ پی اینڈ ڈی پنجاب کی کیا اصلاح کرے گا جس نے اپنی بلڈنگ کی planning میں اپنی پارکنگ کی جگہ نہیں رکھی۔ جو اپنے گھر کو نہیں بنا سکتا وہ پنجاب کو کیا بنائے گا؟ پی اینڈ ڈی آپ کا اور ہمارا سب سے بڑا مجرم ہے۔ اگر اس ملک کو deliver نہیں کیا تو ان planning والوں نے deliver نہیں کیا۔ انہوں نے سیاستدان کو planning کر کے دینی تھی۔ ابھی مخدوم احمد محمود صاحب نے بڑی خوبصورت باتیں کی ہیں لیکن ان کی بات پر کوئی بھی عملدرآمد نہیں کرے گا کیونکہ اس میں ان کو پیسے نہیں بچتے اور اس میں غریب کو روزی ملتی ہے چونکہ اس میں ان کو کچھ نہیں ملتا اس لئے اپنی planning لے آئیں گے اور ہماری ساری تقریریں ضائع چلی جائیں گی۔ یہ اپنی planning لے آئیں گے اور اس planning میں اس ملک کو ڈبو کر رکھ دیں گے اور اپنی جیبیں بھر لیں گے۔ اب میں ان کے کچھ پروگراموں کے بارے میں بتاتا ہوں انصاف آپ خود کیجئے گا۔ بدنام کون ہو گا؟ بدنام وزیراعلیٰ ہو گا، بدنام پنجاب حکومت ہو گی اور کرنے والے یہ ہوں گے۔ آج میں آپ کو سچ بتانا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے انہوں نے اپر پنجاب کے جو main projects بنائے ہیں آج تک ان کی پراجیکٹ رپورٹ نہیں بنی، آج تک ان کی feasibility

نہیں جی۔ میں مثال دیتا ہوں کہ انہوں نے لاہور رِنگ روڈ 30۔ارب روپے سے شروع کیا آج 150۔ارب روپے پر پہنچ چکا ہے۔ کوئی ان سے پوچھنے والا ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

جناب احمد حسین ڈیہر: کون ان سے پوچھنے والا ہے کہ اس ملک کا اتنا پیسا کیوں ضائع ہوا ہے؟ پورے جنوبی پنجاب کا 60۔ارب روپے کا بجٹ نہیں بنتا اور رو رہے ہیں کہ سارا جنوبی پنجاب کھا گیا۔ ارے! آپ کی تو ایک سڑک 150۔ارب روپے کی ہے، آپ جنوبی پنجاب کو کیا روتے ہیں؟

جناب والا! جو ایل آر بی ٹی شروع ہو رہی ہے۔ یہ بہت اچھی سکیم ہے اور میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں پیپلز پارٹی کا رکن ہوں لیکن میں وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ غریب عوام کے مفاد میں ہے لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے آپ کو فیل کر دیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب! ان لوگوں نے آپ کو فیل کر دیا ہے۔ میری اس بات کو آپ ایک سال بعد خود کہیں گے کہ انہوں نے مجھے فیل کر دیا ہے۔ انہوں نے وہ plan شروع کیا جس کی کوئی feasibility رپورٹ نہیں ہے۔ انہوں نے اس کو 150۔ارب روپے سے شروع کیا۔ اب وہ 22۔ارب روپے پر پہنچ چکا ہے۔ کیا ہوا؟ پہلے یہ ساری زمین پر جا رہی تھی اب یہ قذافی سٹیڈیم سے اوپر لے کر جا رہے ہیں۔ آگے سارا لاہور stuck ہو جائے گا، اِدھر تم اُدھر ہم۔ اب یہ کیا کر رہے ہیں؟ اب انہوں نے مسلم ٹاؤن کا دوسرا overhead bridge بنایا ہے۔ اس کو بنا کر پھر آدھا توڑ کر اس کے درمیان میں سے گزار رہے ہیں۔ یہ پہلے planning نہیں کر سکتے تھے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم،

جناب احمد حسین ڈیہر: اربوں روپے مسلم ٹاؤن کے bridge پر لگا کر آج اس کو دوبارہ توڑا جا رہا ہے۔ آج یہ Planning کر رہے ہیں کہ ہم نے پہلے غلطی کی اب اس کو کہاں سے پورا کریں؟ یہ planning کا محکمہ ہے، اس کو planning کا پتا ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد لاہور کی planning پر آ جائیں۔ جائیکا (JIKA) نے یہاں پر دو سال لگا کر ٹریفک کنٹرول پر ایک رپورٹ تیار کی ہے جس پر ایک ارب روپیہ خرچ ہوا ہے۔ ہم سلام پیش کرتے ہیں کیونکہ یہ وزیر اعلیٰ صاحب نے بہت اچھا کام کیا لیکن افسوس یہ ہے کہ اب جتنی plannings ہو رہی ہیں LRBT ہو رہی ہے، لاہور رنگ روڈ بن رہا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اس میں جائیکا (JIKA) کی رپورٹ کو سائیڈ پر رکھ دیا گیا ہے اور اس کو سامنے رکھتے ہی نہیں۔ اس ایک ارب روپیہ خرچ کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟ وہ سارا پیسا ضائع ہو گیا۔ اس کے بعد مونوریل پر بھی ایک

ارب روپے خرچ ہو چکا ہے۔ یہ ایک ارب روپیہ کہاں گیا؟ یہاں کا غریب پوچھتا ہے کہ ایک ارب روپیہ خرچ ہو گیا ہے آج آپ ایل ایل بی ڈی بنا رہے ہیں وہ پیسا کہاں گیا؟ میں بہت positive بات کر رہا ہوں۔

جناب والا! اب میں سستی روٹی کی بات کرتا ہوں۔ خدا کی قسم میں وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ سستی روٹی جیسی کوئی سکیم ہی نہیں ہے، یہ ہمارے بھٹو صاحب کا دیا ہوا وژن ہے۔ جو بھی اس طرف آئے گا وہ کامیاب ہو گا۔ اگر ایک غریب، ایک بھٹے پر کام کرنے والا مزدور باہر نکلتا ہے اور اس کو دو روپے کی روٹی مل جائے تو وہ کتنی دعائیں دے گا۔ وہ دعائیں دے گا یا نہیں دے گا؟ وہ بہت دعائیں دے گا۔ اس غریب کو -/2 روپے کی روٹی نہ پہنچانے والا کون ظالم ہے؟ یہی بیوروکریٹ ظالم ہے۔ (ن) لیگ کے چند ورکروں کو آگے لگا کر ان کو خوش کر کے سارے پیسے خود کھا گئے۔ یہ سب کو فیل کرنے والے یہی ہیں۔ خدا کے لئے آپ آج تو سمجھ جائیں۔ اگر آج سستی روٹی ہوتی تو لوگ دعائیں دے رہے ہوتے۔ مری جھیکا گلی کا پلازہ بہت اچھا پلازہ بن رہا تھا اس پلازے کے بنتے بنتے پتا یہ لگا کہ وہاں پر land sliding ہوئی اور وہ بنتا ہوا پلازہ گر گیا۔ اب اس land sliding روکنے کے لئے 2۔ارب روپے کی ضرورت ہے اور اس میں NESPAK Consultant تھا جب وزیر اعظم نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ تھی تو انہوں نے وزیر اعظم کو لکھ کر بھیج دیا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے زبانی حکم پر یہ پیسا لگایا ہے۔ اب دیکھیں planning ان کی خود کی ٹھیک نہیں ہے کیونکہ جب ایک ٹیکنیکل بندہ بتائے کہ یہاں land sliding ہو سکتی ہے تو وہاں پر پلازہ نہیں بن سکتا۔ انہیں چاہئے تھا کہ یہ انہیں لکھ کر دیتے کہ یہاں پر پلازہ نہیں بن سکتا لیکن اب وہ کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا قصور ہے کیونکہ ان کے حکم پر یہ ہوا ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ وزیر اعلیٰ کا written حکم دکھائیں کہاں ہے؟ ہمیں یہ لوگ فیل کرنے والے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد آپ ایک بہت بڑی سازش پر آ جائیں جس کا میں انکشاف کرنے والا ہوں۔ اس بجٹ میں ان لوگوں نے ایک بہت بڑا ظلم کیا ہے کہ blocked allocation کے نام پر اس بجٹ کو بیچ دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میرا سوال یہ ہے کہ اگر سارا بجٹ blocked allocation پر ہے تو P&D والے گھر چلے جائیں اور ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اگر blocked allocation پر ہم سیاستدانوں نے فیصلے کر کے سب کچھ دینا ہے تو یہ کیوں بیٹھے ہیں، انہوں نے ایک اور سازش کی ہے اور وہ سازش کیا ہے؟ اب وہ اس ملک سے Donors کو بھگانا چاہتے ہیں کیونکہ ڈونرز اب ان پر عدم اعتماد

کر کے N.G.Os کی طرف جارہے ہیں اس لئے یہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں کوئی donors ہو اور نہ ہی اس ملک کو کوئی donations دے۔ انہوں نے کیا سازش کی ہے میں آپ کو بتاتا ہوں لیکن اب وقت کم ہے میں چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ یہاں پر پچھلے سال 11-2010 میں آپ کے سکول ایجوکیشن میں انہوں نے 6- ارب روپے مئی میں release کئے جو کہ donation کا پیسا تھا یعنی جون سے ایک مہینہ پہلے 6- ارب روپے مئی میں release کئے۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ 6- ارب روپے ایک مہینے میں لگتا ہے؟ اسی وقت ایک مہینے بعد وہ پیسا lapse ہو گیا اور Donors Agencies کو انہوں نے releasing دکھا دی۔ اس کے بعد 11-2010 میں 15- ارب روپے رکھا کہ ہم اسے ایجوکیشن پر خرچ کریں گے اور وہی 6- ارب روپے saving دکھا کر اس میں شامل کر دیا۔ اب اس 15- ارب روپے میں سے 8- ارب روپیہ خرچ کیا اور 6- ارب روپے کہیں اور لگا دیئے۔ اس طرح کا دھوکا دینے کے بعد اس دفعہ پھر تقریباً 15- ارب روپے یا اس سے تھوڑا زیادہ ایجوکیشن کے لئے رکھا گیا ہے۔ اب پھر وہی سازش ہو گی کیونکہ اب پورے بجٹ میں blocked allocation کے سلسلے میں دو، دو، تین، تین block بنائے گئے ہیں اور ان blocks پر سازش یہ ہے کہ ان کو اٹھا کر کہیں اور لگا دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے ایک درخواست کروں گا کہ آپ مہربانی کریں کیونکہ اس وقت چیئرمین P&D اور وزیر خزانہ بیٹھے ہیں ہمیں صرف اس بات کی surety دے دیں کہ آپ نے blocked allocation جس محکمے میں رکھی ہے اسی محکمے میں لگائیں گے، اپنی مرضی سے لگائیں، اپنی سیاست کو تیز کریں اور اپنے ووٹرز کو بڑھائیں کیونکہ اس سے غریب عوام کا ہی فائدہ ہو گا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ blocked allocation اس محکمے سے کسی اور محکمے میں ٹرانسفر نہ ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ہمیں صرف یہ surety دے دیں کہ جس طرح پچھلی دفعہ 9- ارب روپیہ آپ نے انرجی سیکٹر میں دے کر اس کو کہیں اور ٹرانسفر کر دیا، آپ نے جو پیسے ایجوکیشن میں دیئے ہیں ان کو ایجوکیشن میں خرچ کریں۔ ابھی ایک اور سازش یہ ہے کہ 5- ارب روپے اور 6- ارب روپے کی تین blocked allocations اسی سکولز ایجوکیشن میں پڑی ہیں اور آگے وہ کسی اور جگہ ٹرانسفر ہو جائیں گی کیونکہ ان کے آگے جو سکیمیں لکھی گئی ہیں وہ سکیمیں جعلی ہیں اور ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اب آپ wind up کریں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب چیئرمین! میں wind up کر رہا ہوں ایک بات اور رہ گئی ہے۔ میں اس بات کی ضمانت چاہتا ہوں کہ ان پر implement ہو، میں اس ایک بات پر ruling of

Speaker چاہتا ہوں کیونکہ میں نے پچھلے سال بھی رولنگ مانگی تھی، آج بھی مانگتا ہوں اور مجھے رولنگ اس پر چاہئے کہ ہم صوبہ پنجاب کے نمائندے ہیں، ہم بجٹ تیار کرتے ہیں اور ہم سے بجٹ approved کرایا جاتا ہے لیکن مجھے بتایا جائے کہ approved شدہ سکیم کو کیوں ختم کر دیا جاتا ہے، approve شدہ سکیم پر عمل کیوں نہیں کرایا جاتا؟ کس کی یہ اتھارٹی ہے کہ منتخب نمائندوں اور اسمبلی سے پاس شدہ بجٹ پر cut لگا کر اس کو ختم کر دے یعنی اس منصوبے کو ختم کر دے تو مجھے اس پر رولنگ چاہئے۔

جناب چیئر مین! میں اس کا حل بتاتا ہوں کیونکہ جب میں نے ساری باتیں بتائی ہیں تو مجھے حل بھی بتانا چاہئے۔ اس کا حل یہ ہے کہ جب پہلے سال ہم اسمبلی میں آئے تھے تو میں نے ایک تجویز دی تھی کہ پری بجٹ سیشن ہونا چاہئے اور میں اپنے آپ پر فخر محسوس کرتا ہوں کہ میں وہ ایک نمائندہ تھا جس نے یہ تجویز دی پھر پری بجٹ سیشن تین سال ہوتا رہا، تین سال پری بجٹ سیشن ہوا، بجٹ سے پہلے ہماری تجویز لی گئیں اور اگر ان تجاویز پر عمل کیا جاتا تو آج غریب عوام اس طرح نہ رو رہی ہوتی کیونکہ بیوروکریسی کے اپنے ہتھکنڈے ہوتے ہیں، انہوں نے سن تو ہماری لی لیکن اس پر عمل نہ کیا۔ میری تجاویز ہے کہ future میں ضرور ہونا چاہئے کہ پری بجٹ سیشن میں جو بھی عوامی نمائندے آپ کو تجاویز دیں ان پر عمل ہونا چاہئے۔

جناب چیئر مین! انہوں نے 250 بلین کا بجٹ پیش کیا ہے اس میں صوبہ پنجاب کے 36 اضلاع آتے ہیں۔ 36 ضلعوں میں سے ساؤتھ پنجاب کے 11 اضلاع ہیں جن کو انہوں نے 80۔ارب روپے دینے کا کہا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئر مین! جنوبی پنجاب میں 16 اضلاع آتے ہیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب چیئر مین! آپ 12 کے 15 کر لیں وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔

جناب چیئر مین: مستی خیل صاحب! ان کو wind up کرنے دیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب چیئر مین! 98۔ارب روپیہ تو ہمارا ویسے حصہ بنتا ہے جو آپ کے بجٹ کی ڈسٹری بیوشن ہے اگر یہ 80۔ارب روپے ہمیں دے رہے ہیں تو اس میں سے خرچ 10۔ارب روپے ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین: بہت شکریہ۔ ڈیہر صاحب! آپ نے بڑی اچھی اور بڑی different تقریر کی ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آج یہ آخری بجٹ تقریر تھی اور آپ نے مجھے ٹائم دیا۔

جناب چیئرمین: میں نے ٹائم نہیں دیا، ہمارے بہت سارے معزز ممبران بڑے غور سے سن رہے تھے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب چیئرمین! میں آج وزیر اعلیٰ صاحب کو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان سازشوں کے خاتمہ کے لئے کچھ کریں تاکہ آگے ہمارا مستقبل سنہرا ہو۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی شکریہ۔ اب بحث میں محترمہ سیمل کامران صاحبہ حصہ لیں گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ یہ budget document بڑا important document ہوتا ہے کیونکہ اس میں گورنمنٹ کا vision، ان کی political will اور لوگوں کے ساتھ commitment show کرکے وہ اس House میں آتے ہیں اور ٹریژری بنچوں پر بیٹھتے ہیں اور یہ اس کا reflection ہوتا ہے۔ مگر اس budget speech یا budget document کو دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ Although یہ اس حکومت کا آخری بجٹ ہے لیکن ہم ان سے except کرتے تھے کہ اس budget speech میں وزیر خزانہ on deputation اپنی حکومت کی achievements بتائیں گے لیکن unfortunately انہوں نے اپنے initiatives کا ذکر کیا اور نہ ہی اپنی achievements کا ذکر کیا۔

حسرت ان غنچوں پر جو بن کھلے مرجھا گئے

جناب چیئرمین! یہ ساری کی ساری بجٹ تقریر آشیانہ کے افسانے سے شروع ہوتی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کے خلاف ماتم پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے، ہر صفحہ پر اور ہر لائن میں اتنی زیادہ ایسی چیزیں ہیں جن میں criticism ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں یہ budget speech آپ کو بھجوادوں۔ آپ اس کے پہلے پانچ صفحے دیکھ لیں، اس میں فیڈرل گورنمنٹ کے خلاف ہائے ہائے بجلی کے رونے ہیں اور اگلے پورے پانچ صفحوں کی ہر لائن سے سونامی کا خوف عیاں ہو رہا ہے۔ دو دن سے جو budget speeches ہو رہی ہیں ان کو بھی دیکھ لیں اور اس budget documents کو بھی دیکھ لیں۔ اس میں لگ رہا ہے کہ پنجاب میں جو بھی کچھ ہوا ہے اس سارے کی ذمہ دار فیڈرل گورنمنٹ ہے اور یہ گورنمنٹ بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے بڑی پریشان ہے۔ اگر یہ reality

میں پریشان ہوتے تو انہوں نے 2008 میں کہا تھا کہ یہ 350 میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے۔ وزیر خزانہ on deputation مجھے wind up speech میں بتائیں کہ ان کی حکومت نے ان چار سالوں میں کتنے میگاواٹ پاور جنریٹ کی ہے؟ اگر یہ اس issue پر serious ہوتے تو یہ پچھلے دور کے چودھری پرویزالٰہی صاحب کے جو پاور جنریشن کے پراجیکٹس تھے ان کو کبھی delay نہ کرتے۔

جناب چیئرمین! مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میرا تعلق ایک ایسی جماعت سے ہے کہ میرے قائد نے اسی صوبہ میں پہلی پاور جنریشن کے بارے میں پالیسی دی ہے، میرے قائد نے اسی صوبہ میں پہلی پاور جنریشن کا vision دیا تھا اور وہ پنجاب ڈویلپمنٹ بورڈ کا قیام عمل میں لا کر اس صوبہ کو بجلی کی لوڈشیڈنگ سے چھٹکارا دلانے کے لئے وہ vision اور پالیسی تھی جس کو اس حکومت نے آتے ہی بند کر دیا۔ اس وقت 9 کمپنیوں سے letter of intent بھی sign ہو چکا تھا۔ Later on یہ تختی چور اور منصوبہ چور وزیراعلیٰ نے صرف اپنی تختی لگانے کے چکر میں اس منصوبہ پر کام تو کرنا شروع کر دیا لیکن اگر ان کو عوام کی مشکلات کا اندازہ ہوتا، اگر یہ لوگوں کو ریلیف دینا چاہتے تو اس پراجیکٹ کو continue کرتے تو اب تک پنجاب کا 50 فیصد لوڈشیڈنگ کا مسئلہ حل ہو گیا ہوتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! آج ہم نے بجٹ میں دیکھا ہے کہ 20۔ارب روپے پچھلے اور 11۔ارب روپے یعنی 31۔ارب روپے bus rapid transit system کے لئے رکھے گئے ہیں اور یہ بھی ایک چوری شدہ منصوبہ ہے۔ ہم پچھلے چار سالوں سے budget speeches میں بتاتے رہے ہیں کہ rapid mass transit train کا پراجیکٹ جو چودھری پرویزالٰہی صاحب کے دور کا initiative تھا۔ یہ اب پنجرہ بس کا پراجیکٹ خادم اعلیٰ پنجاب نے چلا کر اس کا alternate عوام کو دینے کی کوشش کی ہے۔ میں عرض کروں گی کہ پراجیکٹ وہ ہوتے ہیں جو sustainable ہوں، جن سے عوام خوش ہوں کیونکہ جب بھی ڈویلپمنٹ کا کوئی کام ہوتا ہے تو لوگ اس سے خوش ہوتے ہیں لیکن یہ ایسا پنجرہ بس کا پراجیکٹ ہے کہ جس نے صرف فیروزپور روڈ پر سینکڑوں خاندانوں کو بے روزگار کر دیا ہے۔ یہ دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم غریب کو چھت دیں گے مگر practically یہ ان کے پیروں کے نیچے سے زمینیں بھی چھین رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "شیم، شیم" کی آوازیں)

جناب چیئرمین! گرین بیلٹ اور فٹ پاتھوں کے دشمن خادم اعلیٰ پنجاب نے چودھری پرویزالٰہی صاحب کا یہ منصوبہ چار سال caped رکھا اور اس کے بعد یہ پنجرہ بس کی صورت میں صرف

اپنی تختی لگانے کے چکر میں عوام کے سامنے پیش کر دیا۔ اس پنجرہ بس کی وجہ سے ہیلتھ، ایجوکیشن، ایگریکلچر ہر ایک ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ میں cut لگایا جا رہا ہے۔ ہم نے اکثر فلم انڈسٹری میں چربہ سازی کا لفظ سنا ہے، افسوس کی بات یہ ہے کہ اب عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں میں بھی چربہ سازی ہو رہی ہے۔ ان کا جو پنجرہ بس کا پراجیکٹ ہے یہ بھی ایک چربہ پراجیکٹ ہے مگر نقل کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ ان کے پاس نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے خادم اعلیٰ پنجاب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وہ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ 31۔ارب روپے کی cost پر جو یہ پنجرہ بس لاہور میں چلا رہے ہیں کیا اسی پیسے سے پنجاب کے اکتیس اضلاع میں معیاری transportation کی facilities provide نہیں کی جا سکتی تھیں۔ اخباروں میں ہم پڑھتے ہیں خادم اعلیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے جو Donors ہیں وہ کیوں بھاگ رہے ہیں اور بیرونی سرمایہ کاری کی راہ میں اگر کوئی رکاوٹ ہے تو وہ بھی ماشاءاللہ فیڈرل گورنمنٹ ہے کیونکہ جب سے یہ ان سے ناراض ہوئے ہیں ان کو ہر بیماری کی وجہ فیڈرل گورنمنٹ ہی لگتی ہے۔ میں on the floor of the House یہ کہنا چاہتی ہوں کہ foreign investment کی راہ میں اگر کوئی رکاوٹ ہے تو یہ انتقامی وزیر اعلیٰ کی انتقامی سوچ ہے اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کی چند مثالیں بھی میں آپ کو دینا چاہتی ہوں کہ مبارک سنٹر لاہور جو پاکستان کی بلند ترین عمارت کا منصوبہ تھا Lahore Sports City جو بیس ہزار مکانات پر مشتمل یہ پراجیکٹ تھا اور ایشیا کا سب سے بڑا residential project تھا، لاہور میں سعودی عرب کے اشتراک سے جو سیون سٹار ہوٹل بننا تھا، لاہور سیالکوٹ موٹروے کے متعلق عرض کروں گی کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ٹائم کی اہمیت کیا ہے اڑھائی گھنٹے کا لاہور سے سیالکوٹ کا سفر صرف پینتالیس منٹ میں طے ہو جانا تھا مگر یہ تمام پراجیکٹس چونکہ چودھری پرویز الٰہی کی یاد دلاتے تھے لہٰذا ان کو بند کر دیا گیا۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے
"شیم، شیم" کی آوازیں)

یہ تمام منصوبے اس انتقامی حکومت کے انتقامی وزیر اعلیٰ کی پست سوچ کا reflection show کرتے ہیں۔ خادم اعلیٰ اکثر فرماتے ہیں کہ یہ آئی ٹی کا دور ہے اور آئی ٹی میں revolution لانے کی باتیں بھی کرتے ہیں۔ 3.5 بلین روپے کا ہمارا آئی ٹی ٹاور کا جو پراجیکٹ تھا again میں کہوں گی کہ چودھری

پرویزالٰہی کے دور کا پراجیکٹ تھا اور اس کا اسی فیصد کام پچھلے دور میں مکمل بھی ہو چکا تھا، دس ہزار لوگوں کو اس سے jobs بھی ملنی تھیں لیکن خادم اعلیٰ نے آتے ہی اس کو بند کر دیا۔ اس کے بعد چالیس کروڑ روپے چائنیز فرم کو دے کر باقی کام مکمل کروایا۔ میں آپ کے توسط سے خادم اعلیٰ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر آئی ٹی کی اتنی اہمیت ہے، اتنی importance ہے تو آپ نے آئی ٹی کی منسٹری کیوں ختم کی؟ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر میرے قائد، میرے لیڈر چودھری پرویزالٰہی صاحب اگر یہ آئی ٹی ٹاور نہ بناتے تو آپ کے وزیراعلیٰ قوم کی قابل فخر بیٹی ارفع کریم کے نام کا کیا کرتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے
"چودھری پرویزالٰہی زندہ باد" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین! ہر دور کی اپنی achievements ہوتی ہیں ہر گورنمنٹ کے اپنے benchmarks ہوتے ہیں اور ان کے flagship programme ہوتے ہیں اور ان کے flagship programme کے بارے میں، میں بتاتی چلوں۔ سستی روٹی سکیم کے بارے میں عرض کروں گی کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: مہربانی فرما کر اپنی تقریر کو conclude کریں اور ٹائم کا خیال رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! صرف بارہ لاکھ روپے میں غریب کو "آشیانہ" دیا جا رہا ہے اور ایک اور وضاحت بھی میں وزیر خزانہ on deputation سے چاہتی ہوں کہ آج ایک نجی چینل میں دیکھ رہی تھی کہ ملک ریاض صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے آشیانہ سکیم کے لئے 85 کروڑ روپے دیئے ہیں۔ مشینیں بھی ان کی استعمال ہوئی ہیں، میں عرض کروں گی کہ پیسا کسی کا، مشینری کسی کی زمین سرکار کی اور بارہ تیرہ لاکھ روپے غریب کا تو پھر وہ جو کروڑوں روپے بجٹ میں جا رہے ہیں وہ کس کی جیب میں جا رہے ہیں۔ میں گزارش کروں گی کہ وزیراعلیٰ پنجاب اس کی وضاحت فرمائیں۔ میں اس گورنمنٹ کے flagship programme کی بات کر رہی تھی جس میں سستی روٹی اور پیلی ٹیکسی سکیم جس نے ملک کو پہلے بھی "پیلیا" کی بیماری میں مبتلا کر دیا تھا، ییلو کیب سکیم اور ٹریکٹر سکیم کے بارے میں اس floor پر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ سارے منصوبے discriminatory projects ہیں جو صرف قرعہ اندازی منصوبے ہیں یہ اس۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

گورنمنٹ کے لئے flagship نہیں بلکہ fly ship منصوبے ثابت ہوں گے کیونکہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے الیکشن میں یہی منصوبے ان کی حکومت کو لے اڑیں گے۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ(ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "انشاء اللہ" کی آوازیں)

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنی بات بس wind up کرنے والی ہوں۔ میں دو دن سے سن رہی ہوں کہ یہ حکومت فیڈرل گورنمنٹ اور باقی صوبوں کے ساتھ یعنی بلوچستان کے ساتھ یا سندھ کے ساتھ اپنا comparison کر رہی ہے اگر انہوں نے comparison کرنا ہے تو یہ پچھلی حکومت کے ساتھ اپنا comparison کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اگر انہوں نے comparison کرنا ہے تو یہ چودھری پرویزالٰہی کے دور سے اپنا comparison کریں جنہوں نے پنجاب میں رہ کر ایسے initiative لئے جو پاکستان کی ہسٹری میں پہلی دفعہ لئے گئے تھے ریسکیو 112 بند کر کے دکھادیں، ٹریفک وارڈن کو ختم کر کے دکھادیں consumers courts کو بند کر کے دکھادیں۔ پنجاب جرنلسٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن وہ میرے جرنلسٹ بھائی جو پرویزالٰہی دور کے بعد پریس کلب کے ممبر بنے تھے آج تک ان کے جھوٹے وعدوں کے باوجود پلاٹ نہیں لے سکے۔ Power and Housing Planning Agency اور Child Protection and Welfare and protection bureau کو بند کر کے دکھادیں۔ اس کے علاوہ قرآن بورڈ، سیرت اکیڈمی، اقلیتوں کے لئے پہلی دفعہ صوبائی وزارت کا قیام۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب wind up کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! آپ مجھے میری بات مکمل کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم زیادہ ہو گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! سب کو یہاں ٹائم دیا گیا ہے۔ میں اب wind up کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! well equipped latest industrial estates صوبائی انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی کی وزارت کا قیام، V7 سیٹلائٹ ٹیکنالوجی جس کی وجہ سے تمام سرکاری دفاتر، ہسپتالوں اور سکولوں کو link up کرنے کا پراجیکٹ ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔Time is over now. Thank you very much۔احمد خان بلوچ صاحب۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "چودھری پرویز الٰہی زندہ باد" کی نعرہ بازی)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ میرے ساتھ discrimination ہے۔

جناب سپیکر: میں نے اب احمد خان بلوچ کا نام پکار دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ میرے ساتھ discrimination کیوں کر رہے ہیں اور میری ان باتوں کا جواب کون دے گا؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وزیر خزانہ صاحب آپ کی تمام باتوں کا wind up speech میں جواب دیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب احمد خان بلوچ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب کی پوری ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے عوامی مفادات کو مدنظر رکھ کر بجٹ بنایا ہے۔ توانائی کے بحران کی وجہ سے اس وقت صنعتکار، کاشتکار اور مزدور طبقہ سب پریشان ہیں۔ توانائی کا بحران تو ختم کرنا تھا وفاقی حکومت نے، جب ان سے یہ ختم نہ ہو سکا تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے اس بجٹ میں اس کے لئے اربوں روپے رکھ دیئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please.

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! اس توانائی کے بحران کی وجہ سے ہی مہنگائی بڑھی ہے۔ کسان کو وقت پر کھاد نہیں ملتی کیونکہ وہ فیکٹریاں توانائی کے بحران کی وجہ سے بند ہیں، صنعتیں بند ہیں مزدور بے روزگار ہو چکے ہیں، کاشت کار طبقہ بھی پریشان ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ نے اربوں روپے جو اس دفعہ رکھے ہیں اس سے انشاء اللہ مہنگائی پر بھی کنٹرول ہو گا اور توانائی بحران پر بھی کنٹرول ہو جائے گا۔ اس بجٹ میں بے روزگار کے لئے کافی سکیمیں رکھی گئی ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب نے پنجاب روزگار سکیم میں پچاس ہزار روپے پڑھے لکھے اور ہنر مند نوجوانوں کو بلا سود قرضے دینے کے لئے یہ سکیم دی ہے اس سے پڑھا لکھا اور ہنر مند نوجوان بلا سود قرضہ لے کر اپنا کاروبار کر سکے گا۔ نوجوانوں کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء کیا گیا ہے یہ بہت اچھی سکیم ہے لیکن میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی پہلے تو ہوتا تھا کہ کاشتکار کو گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت سبسڈی دی جائے گی لیکن اس دفعہ انہوں نے کہا ہے کہ

نوجوانوں کو گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت ٹریکٹر ملیں گے لیکن اس میں کوئی وضاحت نہیں ہے کہ وہ نوجوان کتنا پڑھا لکھا ہو گا، آیا وہ فیصل آباد کی زرعی یونیورسٹی سے بی ایس سی ہو گا یا اس کے پاس کتنی زمین ہو گی اس میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، Order in the House آپ کی مہربانی گپ شپ کے لئے لابی میں چلے جائیں۔جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس سکیم کے تحت یہ ٹریکٹر چھوٹے کاشتکاروں کو دیئے جاتے تھے وہ بہت اچھی سکیم تھی لیکن اب کہا گیا ہے کہ نوجوانوں کو یہ گرین ٹریکٹر دیئے جائیں گے۔وہ نوجوان کتنے رقبے کے مالک ہوں گے اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔میری گزارش ہے کہ وزیر خزانہ صاحب اس کی وضاحت کر دیں کہ اس میں کیا شرائط ہوں گی کہ گرین ٹریکٹر چھوٹے کاشتکاروں کو تو نہیں ملیں گے اور نوجوانوں کو ملیں گے۔

جناب والا! بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے 80 ہزار ملازمتوں کا اعلان کیا گیا ہے یہ بہت اچھی بات ہے پانچ سالوں میں پہلی دفعہ بجٹ میں 80 ہزار بے روزگار نوجوانوں کو ملازمتیں دینے کا کہا گیا ہے۔ اللہ کرے ہماری حکومت اس پر پورا اترے اور ان بے روزگار نوجوانوں کو 80 ہزار ملازمتیں ملیں یہ ایک بہت اچھا اقدام ہے۔اس بجٹ میں سستے آٹے کے لئے 27۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے تاکہ غریب کو روٹی میسر رہے اور ذخیرہ اندوز گندم یا آٹا ذخیرہ کر کے غریب کے منہ سے نوالہ نہ کھینچیں اور اس میں 27۔ارب روپیہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ آٹا کنٹرول میں رہے اور غریبوں تک سستا پہنچتا رہے۔زراعت ایک ایسا شعبہ ہے جسے سب کہتے ہیں کہ یہ معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس بجٹ میں سب سے کم بجٹ زراعت کے لئے رکھا گیا ہے۔یہ نہیں ہونا چاہئے میں نے سب شعبوں کا بجٹ پڑھا ہے اور زراعت کے لئے سب سے کم رکھا گیا ہے۔اگر زراعت، کاشتکار یا کسان ترقی نہیں کرے گا تو کبھی بھی پاکستان خوشحال نہیں ہو سکتا۔جب ہم واپس جاتے ہیں تو ہم سے کاشتکار صاحبان پوچھتے ہیں کہ کھاد سستی کرا کے آئے ہو، ہمارے لئے کیا لے کر آئے ہو، ڈیزل اور بجلی کے لئے کیا کیا ہے؟ لیکن اس میں کہیں کھاد کے لئے سبسڈی نہیں دی گئی۔اتنی مہنگی کھاد ہے۔انڈیا میں پانچ سو روپے بوری یوریا مل رہی ہے اور ڈی اے پی ایک ہزار میں بوری مل رہی ہے۔

جناب سپیکر: یہ correct کر لیں کہ ایک بوری -/900 روپے میں ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جی، جناب! لیکن افسوس یہ ہے کہ پاکستان میں ڈی اے پی کی بوری چار ہزار روپے میں ہے اور یوریا کی بوری دو ہزار روپے تک پہنچی ہوئی ہے۔ کاشتکار کیا ترقی کرے گا؟ کاشتکار خود کیا خوشحال ہو گا اور پاکستان کو کیسے خوشحال کرے گا؟ خدارا جس طرح اس بجٹ میں باقی چیزوں پر زور دیا گیا ہے کبھی زراعت پر بھی دیا جاتا جو 75 فیصد کی آبادی ہے۔ یہاں 75 فیصد آبادی کے نمائندے موجود ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم کاشتکار کے لئے کوئی خوشخبری لے کر نہیں جا رہے۔ ایک گرین ٹریکٹر ہوتا تھا اس کو بھی اتنا مشکل کر دیا ہے کہ چھوٹے کاشتکار کا نام سننا پسند نہیں کیا۔ (شور و غل)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

جناب احمد خان بلوچ: گرین ٹریکٹر بھی نوجوانوں کے لئے، نوجوانوں کو تو روزگار مہیا ہو رہا ہے اس لئے اگر یہاں چھوٹے کاشتکاروں کا لفظ ہوتا تو کاشتکار بے چارہ زیادہ خوش ہوتا۔ ریسرچ پر کروڑوں روپے دیئے جاتے ہیں وہ چاول، گندم اور کاٹن کی ورائٹیاں تیار کرتے ہیں اس لئے انہیں زیادہ پیسا دیا جاتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ جب ورائٹی تیار ہوتی ہے تو پہلے وہ سیڈ مافیا کے پاس چلی جاتی ہے۔ وہ ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ فی بوری کاشتکاروں پر ظلم کر کے لوٹ مار کرتے ہیں، انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ ورائٹی تو ریسرچ میں تیار ہوتی ہے وہ پہلے سیڈ مافیا کے پاس کیسے چلی گئی، وہ ان کو کیوں فروخت کر رہے ہیں اور کس طرح فروخت کر رہے ہیں؟ یہ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس دفعہ گندم کی خرید میں کاشتکار کے ساتھ جو ظلم ہوا ہے میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ افسوس ہے کہ فی بوری پچاس روپیہ رشوت لی گئی افسوس ہے کہ چھوٹے کاشتکار کو باردانہ نہ دیا گیا بلکہ بڑے بڑے آڑھتیوں کو رات کے اندھیروں میں باردانہ دیا گیا۔ چھوٹا کاشتکار بے چارہ -/850 روپے فی من گندم فروخت کرتا رہا اور جو گندم کا کنٹرول ریٹ تھا وہ اسے نہ مل سکا۔ کسی نے کوئی کنٹرول نہیں کیا اس دفعہ کسی نے چھاپے مارے ہیں اور نہ بیوروکریسی گئی ہے۔ پہلے منسٹر صاحبان جاتے تھے لیکن اس دفعہ وہ بھی محدود ہو گئے ہیں اور صرف چند سنٹروں پر گئے ہیں جس وجہ سے کاشتکار کو گندم فروخت کرنے میں بہت پریشانی ہوئی ہے اور وہ اس لوٹ مار سے بہت پریشان ہے۔

جناب سپیکر! اب میں پولیس کے محکمے پر بات کرتا ہوں مجھے افسوس ہے کہ ہم پانچ سالوں میں پولیس رولز 2002 تبدیل نہیں کر سکے۔ ہماری یہ سب سے زیادہ نااہلی ہے کہ پرویز مشرف کی دی ہوئی تکلیف کہ لاہور میں ایک ایڈیشنل آئی جی بیٹھتا ہے جس کے پاس رحیم یار خان، ڈیرہ غازی خان، ملتان، لیہ اور راجن پور سے لوگ تفتیشیں تبدیل کرانے آتے ہیں اور وہ پورے پنجاب کا ایک ہی ایڈیشنل آئی جی ہے۔ میں پانچ سال سے ہر بجٹ تقریر میں کہتا رہا ہوں کہ خدارا یہ عوام کو سخت تکلیف ہے ان کے لئے پریشانی ہے غریب کے پاس کرایہ نہیں ہوتا وہ بے چارہ وہاں سے آتا ہے صرف درخواست دیتا ہے اس کی تفتیش تبدیل نہیں ہوتی بلکہ واپس بورڈ کے لئے جاتی ہے اور اس بورڈ میں تین مہینے لگ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! Note فرمائیں پھر آپ نے جواب دینا ہوگا۔

جناب احمد خان بلوچ: یہ آخری بجٹ ہے، آخری چند مہینے ہیں میری گزارش ہے کہ خدا کے لئے اس پولیس رولز کو ضرور تبدیل کر دیں۔ کچھ بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم انوسٹی گیشن کا جو طریق کار ہے وہ تبدیل کر دیں۔ یہ اختیار ڈی پی او کو دے دیں، آر پی او کو دے دیں تاکہ غریب لوگوں کو یہاں نہ آنا پڑے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میری آر پی او صاحب سے ملاقات ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے یہ proposal تیار کر دی ہے اب آپ کے نمائندوں کا کام ہے کہ House سے پاس کرائیں اور اس پر عملدرآمد کرائیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ خدارا ان کو کہیں کہ چونکہ یہ بہت تکلیف دہ بات ہے اس لئے اس پر ضرور عملدرآمد کرائیں اور انوسٹی گیشن کا طریق کار ضرور تبدیل کر دیں۔ میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل یہ رواج ہے کہ انسپکٹر پوسٹنگ کے انتظار میں پولیس لائنوں میں بیٹھے ہیں اور سب انسپکٹر جن کو کماؤ پتر کہا جاتا ہے ان کو تھانوں میں لگایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ زیادہ کمائی کر کے دیتے ہیں یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ انسپکٹر لائنوں میں بیٹھا رہے اور سب انسپکٹر کو ایس ایچ او لگا دیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، اگر آپ Chair کی بات نہیں مانتے تو پھر میں کوئی اور حربہ استعمال کروں۔ آرڈر پلیز۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وزیر خزانہ صاحب میری دو تین تجویزوں پر غور کریں۔ اگر انسپکٹر نہ ہوں تو پھر سب انسپکٹر کو ایس ایچ او لگائیں لیکن اگر انسپکٹر موجود ہوں تو پھر صرف کمائی کی خاطر سب انسپکٹر لگانا مناسب نہیں ہے یہ بہت بداخلاق ہوتے ہیں، کرپٹ ترین ہوتے ہیں، کرپشن کے بادشاہ ہوتے ہیں، وہ برآمدگی نہیں کرتے بلکہ اپنی آمدنی بڑھاتے ہیں۔ خدارا اس کو ذرا درست کریں۔۔۔

جناب سپیکر:ایسی بات نہیں ہے۔ان میں اچھے بھی ہیں اور بُرے بھی ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: لیکن اگر انسپکٹر موجود ہیں تو پھر سب انسپکٹر کو لگانے کا کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے۔ میری دوسری گزارش ہے کہ 1992 سے ضلع لودھراں بنا ہوا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ آج تک میرے تھانہ گیلے وال کی عمارت نہیں ہے اور انہوں نے اریگیشن کے بنگلے پر قبضہ کیا ہوا ہے اور آج تک اس عمارت کے لئے بجٹ میں پیسے نہیں رکھے گئے خدارا اس کی عمارت بنوادیں۔

جناب سپیکر! میں واٹر سپلائی کے بارے میں ایک آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔ میری استدعا ہے کہ یہاں پر pre-budget پر جو تقاریر ہوئی تھیں بجٹ میں ان پر عملدرآمد والی بات مجھے نظر نہیں آئی، واٹر سپلائی کا منصوبہ ناکام ہوتا جارہا ہے۔اس پر کروڑوں روپے کا بجٹ لگ رہا ہے، یہ ایک اہم سکیم ہے اور اس کی وجہ سے غریب لوگوں کو میٹھا پانی مل رہا ہے۔خدارا! اس کو users کمیٹیوں کے سپرد نہ کریں۔

جناب سپیکر: تو پھر کس کے سپرد کریں؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یہ ٹی ایم او کے سپرد کر دیں۔پبلک ہیلتھ کا اپنا آدمی ہو جو connections کی فیسیں وصول کرے اور اس کے بجلی کے بل بھی دے۔زکوٰۃ کمیٹی پارٹی بازی میں آ جاتی ہے، صحیح پیسے وصول نہیں ہوتے جس کی وجہ سے کروڑوں روپے ضائع ہو جاتے ہیں اور سکیم ناکام ہو جاتی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ واٹر سکیم کو چلانے کے لئے ایک سرکاری نمائندہ مقرر کریں اور اس کو user کمیٹی کے سپرد نہ کریں۔بہت مہربانی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ مخدوم محمد ارتضیٰ صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا کہ جب ہمارے محترم وزیر خزانہ صاحب بجٹ پیش کر رہے تھے تو میرے دل میں ایک حسرت تھی کہ کاش اس اسمبلی کے tenure میں ایک سال اور ہوتا تاکہ ہمیں یہ دیکھنے کا موقع ملتا کہ آیا یہ حکومت اگلے سال عارضی وزیر خزانہ کی ہیٹرک مکمل کرتی ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر! مجھے ان کا expenditure revenue receipts کو estimate کرنے کا طریق کار بہت poor لگ رہا ہے کیونکہ ہر سال یہ اس کی revision کرتے ہیں۔ ہر سال revision کرنے میں تو کوئی برائی نہیں لیکن اگر آپ اے ڈی پی کو دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ ان کی طرف سے ہر سال

بہت بڑی revision ہوتی ہے۔ میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ 10-2009 کے اندر 175۔ارب روپے کا اے ڈے پی تھا جس کو revise کر کے انہوں نے 134۔ارب روپے کیا اور اس طرح 41۔ارب روپے اے ڈی پی کے کم ہوئے۔اس کے بعد 11-2010 میں 193۔ارب کے اے ڈی پی میں سے یہ 138۔ارب روپے لے کر آئے تو یہ 55۔ارب روپے کی revision تھی۔ پچھلے سال کے اے ڈی پی میں 220۔ارب روپے تھے اس کو انہوں نے revise کر کے 165۔ارب روپے کیا اور یہ پھر 55۔ارب روپے کی reduction ہے۔اگر 10 یا 15۔ارب روپے کی revision ہوتی تو آدمی مان لیتا ہے کہ revenue targets پورے نہیں ہو سکے جس کی وجہ سے revision ہوئی ہے مگر صرف اے ڈی پی میں 55۔ارب روپے کی بہت بڑی revision ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر!ہر بجٹ میں حکومت کی طرف سے بڑی دھوم دھام سے austerity measures کا اعلان کیا جاتا ہے اور اس میں پیش پیش وزیر اعلیٰ کا سیکر ٹریٹ ہوتا ہے کہ ہم اپنے پچیس فیصد اخراجات کم کریں گے۔ہر سال یہ درس دیا جاتا ہے کہ وزیر اعلیٰ سیکر ٹریٹ پچیس فیصد اپنے اخراجات کم کرے گا اور اس کے ساتھ ہی ہمارے وزیر صاحبان کو بھی پچیس فیصد کا رگڑا لگتا ہے۔ پچھلے سال وزیر اعلیٰ سیکر ٹریٹ کا allocated بجٹ 26 کروڑ 64 لاکھ روپے تھا جبکہ 36 کروڑ 86 لاکھ روپے استعمال کئے ہیں یعنی دس کروڑ روپے زیادہ خرچ کئے گئے۔انہوں نے پچیس فیصد کمی کا کہہ کر دس کروڑ روپے allocated بجٹ سے زیادہ اخراجات کئے ہیں جو کہ بہت زیادتی ہے اور اس سے عوام کو کوئی اچھا پیغام نہیں جاتا۔

جناب سپیکر!وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر کے دوران وفاقی حکومت پر بڑی تنقید کی اور خاص طور پر انرجی سیکٹر پر بات کرتے ہوئے کڑی تنقید کا نشانہ بنایا۔پنجاب حکومت نے پچھلے سال انرجی سیکٹر کی مد میں 9۔ارب روپے کی provision رکھی تھی لیکن اس میں سے صرف 2۔ارب روپے انرجی سیکٹر پر لگائے گئے باقی 7۔ارب روپے انہوں نے reappropriate کر دیئے ہیں۔ موجودہ بجٹ میں Rapid Bus Transport System اور میٹرو بس سسٹم کے لئے انہوں نے 11۔ارب روپے کی provision رکھی ہے اور 4۔ارب روپے لیپ ٹاپ مہیا کرنے کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ جس کو لیپ ٹاپ دیتے ہیں وہ کہتا ہے کہ لیپ ٹاپ ان سے لیں گے لیکن ووٹ کسی اور کو دیں گے۔لاہور سے تو انہوں نے ویسے ہی نہیں جیتنا۔

جناب سپیکر: کیا ہم نے ووٹ دینے کے لئے کوئی پابندی لگائی ہے؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! آپ یہ بات نہ کریں اس کا جواب وزیر خزانہ صاحب اپنی winding up speech میں دے دیں گے۔ میں پھر معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ ملنا ان کو کچھ نہیں، یہ 15۔ارب روپے اور نئے 10۔ارب روپے ملا کر 25۔ارب روپے بنتے ہیں اگر یہ مکمل طور پر اس رقم کو انرجی سیکٹر میں استعمال کر لیں تو پھر شاید حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی انرجی کا impact محسوس ہو بصورت دیگر کچھ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! اب میں شعبہ تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا۔ پچھلے سال ان کا total outlay جو تھا وہ 27۔ارب روپے تھا اور انہوں نے اس مد میں 33۔ارب 57 کروڑ روپے خرچ کئے ہیں۔ ٹھیک ہے تعلیم کے اوپر extra خرچ ہو گیا کوئی بات نہیں لیکن اس میں ترقیاتی بجٹ 23.9۔ارب روپے تھا۔ انہوں نے تعلیم کی مد میں جو خرچہ کیا اس کا outlay تو بڑھ رہا ہے مگر ترقیاتی بجٹ reduce ہو کر 15.8۔ارب روپے پر چلا گیا ہے۔ ہمیں یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ ایک طرف تو آپ outlay بڑھا رہے ہیں اور دوسری طرف ترقیاتی بجٹ کم ہو رہا ہے۔ سیکرٹری تعلیم صاحب جو تنخواہ لیتے ہیں اس سے ہمیں یا پنجاب کی عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ کے غیر ترقیاتی اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں جبکہ ترقیاتی بجٹ کم ہوتا جا رہا ہے۔ دوسرا یہ سو فیصد enrollment اور سو فیصد retention کی بات کرتے ہیں اور یہ claim کرتے ہیں کہ پنجاب کے سکولوں میں اس وقت 85 فیصد enrollment ہو چکی ہے۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ 85 فیصد enrollment ہو گئی ہے تو پھر آپ کی سو فیصد retention اس وقت تک نہیں ہو گی جب تک آپ ان بچوں کے والدین کو کوئی financial incentive نہیں دیتے کہ وہ اپنے بچوں کو سکول میں رکھیں۔ پہلے تو enrollment ہو جائے گی لیکن بعد میں وہ مجبوری کے تحت پھر اپنے بچوں کو سکول سے باہر نکال لیں گے لہذا اس چیز کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بجٹ تقریر میں Millennium Development Goals اور Punjab Educational Endowment Fund کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ ان کے وائٹ پیپر کو دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ اس کے اندر allocation تو ہے لیکن revised estimate کوئی نہیں ہے بلکہ سرے سے figures ہی موجود نہیں ہیں۔ یہ کم از کم figures تو دیں کہ اتنے پیسے رکھے گئے تھے اور اتنے خرچ ہوئے ہیں۔ یہاں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ اتنے پیسے رکھے گئے لیکن خرچ کا figure ہی نہیں، یہ خالی ہے۔

جناب سپیکر! شعبہ صحت کے لئے 25.48۔ارب روپے کا outlay دیا گیا، پھر اس کو revise کر کے 31.7۔ارب روپے کر دیا۔اسی طرح ترقیاتی بجٹ 16.38۔ارب روپے دیا گیا لیکن بعد میں کم ہو کر 11.5۔ارب روپے ہو گیا۔اس حکومت نے صحت اور تعلیم دونوں شعبوں کے بجٹ میں outlay بڑھا دیا ہے لیکن ترقیاتی بجٹ کم کر دیا گیا ہے۔اگر ان کی بجٹ تقریر دیکھیں تو اس کے اندر دانش سکولوں، ماڈل سکول، Centres of Excellence اور پھر پرائمری یا مڈل سکول کا ذکر کیا گیا ہے۔کیا آپ کو welfare state کے اندر یہ بات ٹھیک لگتی ہے کہ حکومت نے چار مختلف categories کے سکول چلا دیئے ہیں۔حکومت پنجاب کا یہ فرض ہے کہ وہ ایک ہی معیار کی تعلیم ہر بچے کو مہیا کرے۔اس میں تو غریب کے بچے میں بھی تفریق نہیں ہو سکتی۔ایک ہی معیار تعلیم اور معیار صحت ہونا چاہئے اس سے یہ deviate نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کو جلدی wind up کرنے کے لئے آگے چلتا ہوں۔پچھلے سال انہوں نے پولیس کو 52.78۔ارب روپے دیئے تھے۔معلوم نہیں کہ صوبے کے اندر امن و امان کی صورتحال میں کیا انقلاب آ گیا ہے کہ پولیس والوں نے 59.82۔ارب روپے کے اخراجات کئے ہیں یعنی 7۔ارب روپے زیادہ خرچ کئے گئے ہیں جبکہ ان کی کارکردگی ہمیشہ کی طرح صفر رہی ہے۔کیا ان کے تھانہ کلچر اور پولیس افسران کے روّیے میں کوئی تبدیلی آئی ہے؟ ہمیں تو کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ان کے D.P.Os اپنے دفاتر میں بیٹھ کر خود ایف آئی آر کی رجسٹریشن کے orders کرتے ہیں، تھانے داروں کو مجبور کرتے ہیں یا پھر investigative process میں interfere کرتے ہیں۔گزارش یہ ہے کہ اگر پولیس کی کارکردگی میں بہتری نہیں آتی تو ان کے لئے ہر سال extra پیسے کیوں دیئے جائیں؟ ان کا کوئی حق نہیں بنتا بلکہ ان کا بجٹ تو کم کیا جائے۔

جناب والا! میں اس سے آگے financial position پر جلدی جلدی ایک بات کروں گا۔اس وقت پنجاب حکومت کا 354۔ارب روپیہ total foreign debt ہے اور 59.84۔ارب روپیہ domestic debt ہے۔اس کو ذرا غور سے دیکھ لیں کہ آپ 354۔ارب روپیہ foreign debt پر 16.8۔ارب روپیہ کی debt servicing کریں گے مگر صرف 59.84۔ارب روپے کے domestic debt پر آپ 34.84۔ارب روپیہ debt servicing میں دیں گے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ایک ہی سال میں ہمت کر کے یا دو سالوں میں 59.84۔ارب روپے سے جان چھڑا لیں تو آپ کا کافی سارا financial burden ختم ہو جائے گا۔

جناب والا! میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے جنوبی پنجاب کے حوالہ سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پچھلے سال اعلان کیا کہ ہم جنوبی پنجاب کے اندر 70۔ارب روپیہ خرچ کریں گے اور اُس کے development package میں سے 10۔ارب روپیہ ہم release کریں گے لیکن صرف 7.5۔ارب روپیہ release ہوا ہے۔اس سال پھر دعویٰ کر دیا گیا ہے کہ 80۔ارب روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور پھر ہم 10۔ارب روپیہ release کریں گے۔چیف منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں بارہا دفعہ این ایف سی ایوارڈ پر کریڈٹ لیا ہے کہ پنجاب نے بڑے بھائی ہونے کے ناتے جب horizontal distribution کی ہے تو انہوں نے بلوچستان کی پسماندگی دیکھتے ہوئے انہیں extra حصہ دیا ہے۔یہ ہمیں بار بار quote کرتے ہیں کہ ہم نے 32 فیصد اے ڈی پی 31 فیصد آبادی کے لئے مختص کیا ہے تو کیا ان کو جنوبی پنجاب کی deprivation نظر نہیں آ رہی تھی کہ یہ وہی principle ہمارے اوپر apply کرتے ہوئے ہم 31 فیصد والوں کو اے ڈی پی کا 40 فیصد دے دیتے تو پھر ہم ان کو مانتے اور پھر یہ 10۔ارب روپیہ بھی release نہیں ہونا یہ ان کا track record ہے کہ ان کے اے ڈی پی کی utilization سب سے poor ہے کیونکہ ان پورے چار سالوں میں انہوں نے کوئی کام نہیں کیا۔میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے بڑی مشکل سے خندہ پیشانی سے میری باتوں کو قبول کیا۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارا بہت important issue ہے۔ ڈیڑھ مہینے سے ہماری نہریں بند ہیں۔ ہمیں پتا چلا ہے کہ ہمارا نہری پانی کاٹ کر اپر پنجاب کو دے دیا گیا ہے اور یقین مانیں کہ ہماری کپاس کی کاشت نہیں ہوئی۔یہاں پر ہمارے بہاولنگر کے دوست موجود ہیں میاں فدا حسین صاحب بھی یہاں بیٹھے ہیں اور بے شک اُن کا ٹریژری بینچز سے تعلق ہے یہ آپ کو بتائیں گے کہ اس وقت وہاں پر ہمارا کسان مر رہا ہے۔وہاں پر ہوا یہ ہے کہ گزشتہ ڈیڑھ دو مہینے سے ہماری نہریں بند پڑی ہیں ہمیں یہ بتایا گیا کہ آپ کا پانی پیچھے سے پاکپتن کو دے دیا گیا ہے، پیچھے اپر پنجاب کو دے دیا گیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے کسان کی کپاس کی کاشت نہیں ہوئی، ہمارا کسان پانی کی بوند بوند کو ترس رہا ہے تو آج اس بات کو ensure کیا جائے اگر وزیراعلیٰ صاحب اسمبلی میں کہیں بیٹھے ہوئے میری بات سُن رہے ہیں، 50/40 لاکھ عوام کا ضلع ہے جن کی کپاس کاشت نہیں ہوئی۔ جہاں پر ہمارا پانی 22 ہزار

کیوسک ہوتا تھا آج 8ہزار کیوسک پانی کاٹ دیا گیا ہے اور کل سے پھر نہر بند پڑی ہے۔یہاں پر اولکھ صاحب بیٹھے ہیں میں ان کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور آپ یقین مانئے اور آپ ابھی ریکارڈ لیجئے وہاں پر ہمارے کسان مر گئے ہیں وہ رو رہے ہیں اور ہمیں گالیاں دے رہے ہیں کہ ہمارے نمائندے ایسے ہیں۔ خدارا ہمارے بچوں پر ترس کھائیں، ہمارے کسان پر ترس کھائیں اور ہمیں اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں اولکھ صاحب سے آپ کی بات کا جواب لیتا ہوں۔ جی، اولکھ صاحب!

وزیر زراعت و آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس سال دریائے سندھ، دریائے چناب، دریائے جہلم اور کابل کے دریاؤں میں پانی کی شدید کمی واقع ہوئی ہے۔ 7-مارچ کو تربیلا ڈیم dead level پر چلا گیا جس کی نچلی سطح 1378فٹ ہے اور اسی طریقے سے 10-مارچ کو منگلا reservoir بھی dead level پر چلا گیا جس کی نچلی سطح 1040فٹ ہے کیونکہ وہاں پر بارشیں نہیں ہوئیں اور گلیشئر بھی نہیں پگھلے۔ سب کو پتا ہے کہ گندم کی فصل بھی لیٹ ہوئی کیونکہ موسم میں خنکی آ گئی اس وجہ سے دریاؤں میں پانی نہیں تھا۔ اب یہ دریاؤں میں پانی کی جو کمی ہے پاکستان کی تاریخ میں کبھی ایسا ہوا نہیں ہے کہ دریاؤں کا بادشاہ دریائے سندھ ہے اُس میں 16ہزار کیوسک پانی آ رہا ہو، 35ہزار کیوسک پانی آ رہا ہو تو گزشتہ دنوں میں وہاں پر ہمیں متوقع تھا کہ پچھلے سال ایک لاکھ 36ہزار کیوسک پانی آ رہا تھا اس سال اُسی دریا میں صرف 40ہزار کیوسک پانی آ رہا تھا۔ دریاؤں میں پانی کی شدید کمی کی وجہ سے صرف South نہیں بلکہ پورے صوبہ پنجاب کی پانی کی بہت زیادہ کمی واقع ہو گئی ہے تاہم وزیر اعلیٰ پنجاب نے فوری طور پر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی constitute کی، اُس کمیٹی کی متعدد میٹنگز ہوئیں جن میں South and North سے بھی ایم پی ایز شامل ہوئے۔ North کا 18ہزار کیوسک پانی South کو دیا گیا لیکن وہاں پر دریائی بیڈ بڑا کھلا ہے اور وہاں پر 9ہزار کیوسک سے زیادہ پانی پہنچا نہیں ہے یعنی آدھا پانی دریائی بیڈ میں ضائع ہو گیا۔ ابھی پانی کی صورتحال بہتر ہے کل تک دریائے سندھ میں 90ہزار کیوسک پانی آ رہا تھا جبکہ گزشتہ سال ایک لاکھ 80ہزار کیوسک پانی تھا۔ یہ بات نہیں ہے کہ بہاولنگر، رحیم یار خان اور بہاولپور کو نظر انداز کیا جا رہا ہے بلکہ اُن کو پہلے North سے پانی نہیں دیا جاتا تھا اس سال South کو North سے بھی پانی دیا گیا ہے۔ ابھی دریاؤں کی صورتحال بہتر ہو رہی ہے میں نے کل رحیم یار خان میں اس حوالہ سے ایک میٹنگ بھی کی ہے اور پانی کی فراہمی کو بہتر کر دیا گیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اگلے آٹھ دس دن میں وہاں پر پانی کی صورتحال اور بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگر کہیں کوئی کمی بیشی ہے تو اُس کو آپ اپنے طور پر اس معاملہ کو دیکھیں اور اجلاس کے بعد ہم بیٹھیں گے پھر ہم اس معاملہ پر بات کریں گے۔

وزیر زراعت و آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں آپ کے پاس تمام data لے کر آؤں گا۔ ارسا پانی کی جو تقسیم کرتا ہے اُس میں پنجاب، سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخواہ اور فیڈرل گورنمنٹ کا ایک ایک نمائندہ ہے۔ اُس میں 1991 کے Water Accord کے مطابق صوبوں کو پانی کی تقسیم کی گئی ہے اور نہروں کو پانی کی allocation متعین ہے۔ 1977 اور 1982 کے درمیان پانی کے usage basis پر نہروں میں پانی کی allocation مقرر ہوئی ہے اور اُسی کے مطابق نہروں کو پانی فراہم کیا جارہا ہے اور پانی کی جو کمی ہے وہ ہر جگہ پر برابر تقسیم ہو رہی ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ کسی علاقہ کو نظر انداز کیا جارہا ہو۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہاں پر محمد علی لالیکا صاحب اور طارق نسیم ہوتیانہ صاحب بھی بیٹھے ہیں آپ ابھی سیکرٹری آبپاشی کو حکم کریں وہ بھی آپ کے چیمبر میں آجائیں۔ خدا کی قسم میں آپ کو درست بات کر رہا ہوں وہاں پر لوگوں کی دو مہینے سے بیجائی نہیں ہوئی اور اصل معاملہ کچھ اور ہے۔ مجھے منسٹر صاحب کا پورا احترام ہے اور میرے لئے وہ بہت قابل احترام ہیں۔ یہ میرا کوئی ذاتی معاملہ نہیں ہے پورے ضلع بہاولنگر کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، سیکرٹری آبپاشی کو پابند کریں کہ وہ اجلاس کے بعد میرے چیمبر میں آئیں۔ جی، محترمہ حمیرا اویس شاہد!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کے لئے وقت دیا۔ میں چاہوں گی کہ جس طرح میرے بھائی ارتضیٰ کے ساتھ show generosity کی ہے وہ میرے ساتھ بھی show کریں گے اور مجھے بار بار نہیں ٹوکیں گے کہ انگریزی کا لفظ کیوں ہے اور ختم کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا اب وقت شروع ہوگا۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! نہیں پانچ منٹ بعد شروع ہوگا۔ میں ایک محاورے سے شروع کرنا چاہتی ہوں کہ سقراط نے ایک دفعہ کہا تھا کہ Through your rags I see vanity یہ statement میں کوئی پنجاب کے بجٹ پر یا پنجاب کے حالات پر یا فیڈرل بجٹ پر نہیں کہنا چاہ رہی۔ میں اس لئے کہنا چاہ رہی ہوں کہ جب آپ اپنے پیوند دکھاتے ہیں اور اس پر فخر بھی محسوس کرتے ہیں تو

آج ہماری قوم کا یہ حال ہے اور آج ہمارا نظام اس پر چل رہا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ economics ہماری politics کا حصہ ہے حالانکہ economics کو politics سے اوپر ہونا چاہئے۔ آج وفاقی بجٹ ہو یا صوبائی بجٹ ہو، پارٹیوں کے آپس میں political compartmentalization کی وجہ سے جو حالات ہیں میرا خیال ہے کہ اس پر اکٹھے بیٹھ کر، مل جل کر سوچنے والی بات تھی کہ 39 بلین ڈالرز سے ہمارا جو foreign debt شروع ہوا وہ آج 61 بلین ڈالرز پر کیسے چلا گیا؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ Consumer Price Index, GDP, Inflation, deflations یہ صرف وفاق کا issue نہیں ہے کیا اس کی پنجاب کو قیمت ادا نہیں کرنی پڑ رہی ہے؟ اگر ہماری National GDP 4.4 فیصد ہے اور پنجاب کی 2.5 فیصد ہے تو اس کے پیچھے کیا معاملات ہیں؟ کیا ان سارے indicators کے ساتھ یہ مجھے بتائیں گے کہ کوئی pro poor budget بن سکتا تھا؟ اگر کل بجٹ 782 بلین روپے ہے اور اس میں 690 بلین روپے Divisible Pool سے آنا ہے تو کیا اس Divisible Pool کا تعلق پنجاب سے ہوا ہے یا نہیں ہوا؟ ہمارے ممبران نے وفاقی بجٹ کو blame کیا اور وہ صوبائی بجٹ کو blame کر رہے ہیں۔ آج میرے بھائی ارتضیٰ نے بھی کہا کہ 59.4 بلین روپے ہمارا domestic debt ہے اور 54.33 بلین روپے ہمارا foreign debt ہے۔ اس پر ہم سود کی صورت میں اربوں روپے دے رہے ہیں۔ کیا یہاں جو محکمہ خزانہ بیٹھا ہوا ہے اس کے پاس اس کا کوئی حل ہے؟

جناب سپیکر! آج میں بہت مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ سیکرٹری خزانہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے زراعت کی کمال پالیسی دی ہے کہ 60 فیصد جو اس ملک میں لاتا ہے تو اس کا حل دیا ہے۔
By giving 20000 tractors of two billions Rupees or interest free loans to farmers.

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے بیج سلم بل اسی اسمبلی میں پیش کیا تھا اور آپ نے ہی اس پر کمیٹی بنوائی تھی۔ بیج سلم بل کوئی حمیرا شاہد کی ذاتی وراثت نہیں تھی وہ اس اسمبلی کی پارلیمانی کمیٹی نے ایک پراجیکٹ بنایا اور فنانس سیکرٹری کو refer کیا۔ میں کہتی ہوں کہ ان کی جتنی قوت تھی اس سے انہوں نے اس کو obstruct کیا، اس کے اندر create hurdles کئے۔ یہاں تک کہ میرے Donors موجود تھے، ہم تو ایک دھیلا بھی پنجاب سے نہیں لینا چاہتے تھے بلکہ اسلامک بنکوں کا پیسا اور Donors کا پیسا آپ کی زراعت پر لگانا چاہتے تھے لیکن ایسا لگتا ہے کہ جیسے اس صوبے کا پورا خزانہ ان

کے ہاتھ میں ہے۔ کیا یہ خدا ہیں، کیا یہ اتنے بڑے سودی نظام کے محافظ ہیں کہ انہوں نے مجھے purest کہہ کر باہر کر دیا کہ آپ تو بہت purest ہیں۔ آپ تو ادھر سے بھی رہا روک رہی ہیں اور ادھر سے بھی روک رہی ہیں تو معاف کیجئے گا کہ اگر فنانس سیکرٹری نے بیٹھ کر فیصلے کرنے ہیں اور وزیر اعلیٰ کو دو دفعہ presentation دینے کے باوجود انہوں نے اس cooperative farming کی حمایت بھی کی، انہوں نے آڑھتی کی elimination بھی کی لیکن سیکرٹری صاحب کے vision سے یہ بات اوپر بھی یا ان کے ذاتی ethics کے خلاف تھی، شاید وہ سود کے promoter ہیں تو انہوں نے اس کو ہر دفعہ روک دیا اور آج بھی ان کی میزوں پر alternate پڑا ہوا ہے and they gave us this deficient Agriculture Policy جس میں غریب کسان کے لئے کچھ نہیں ہے۔ بیع سلم کے ذریعے آپ کا fiscal system reverse ہو جانا تھا۔ آج آپ چھ ماہ کے بعد کسان کو جو payment کر رہے تھے تو ہمارے نبی ﷺ نے آپ پر واضح کیا ہے کہ آپ اس سے اس کی جنس futurist contract کے ساتھ advance میں خریدیں۔ آپ نے clusters بنا کر اس cooperative farming کو لانا تھا جہاں پر بنک اور گورنمنٹ اس فصل کے ذمہ دار ہوتے اور وہاں پر ٹیکنالوجی اور ریسرچ لاتے۔ چار کسانوں کا سلم کرنے سے چھوٹا کسان سبزیاں اگانے سے بڑی فصلوں پر آ جانا تھا۔ اس کے ساتھ اجارہ سکیم شروع کرتے، آپ ٹریکٹر دیتے، ٹیوب ویل دیتے، sprinklers دیتے کیونکہ کسان کا مسئلہ صرف فصل نہیں ہے دوسری چیزیں بھی ہیں۔ انہوں نے پوری قوت سے اس کو تباہ کیا میرے donors کو بھگا دیا اور وہ donors کون تھے وہ Islamic Development Banks تھے۔ ہمارے اسلامی ممالک کی royal families کہتی تھیں کہ اگر آپ اس purest سود کے بغیر اس pilot projects کو test کریں تو ہم آپ کو long term finance کریں گے لیکن شاید یہ آڑھتی کے لئے بہت درد رکھتے ہیں اور کسان کو بھول جاتے ہیں۔ یہ سوچ رکھتے ہیں کہ anything coming from this Parliament اس کو disregard کر دیا جائے اس کو اتنا بُرا پیش کیا جائے کہ وزیر اعلیٰ پانچویں بجٹ میں بھی جس social change کا promise کر رہے ہیں اس bureaucracy نے اس کو ہونے دیا اور نہ کبھی ہونے دیں گے۔ میں ان سے یہ سوال بھی پوچھتی ہوں کہ دو feasibility خان پور ڈیم کی ان کے پاس پڑی ہے جس میں 18 points hydel generation کے لئے identify ہوئے۔ اس کے علاوہ 301 total points ہیں جو hydel energy generation کے لئے identify ہوئے ہیں۔ ان کا کیا بنا آپ نے پچھلے بجٹ میں یہ

announce کیا تھا وہ 200 ڈیم کدھر ہیں؟ میں آپ کو یہ بھی بتا دیتی ہوں کہ بہت سارے پراجیکٹس جو آپ نے پچھلے بجٹ میں announce کئے ہیں وہ اس لئے نہیں ہوئے کیونکہ آپ کی bureaucracy کے اندر capacity ہی نہیں ہے کہ وہ implement کرا سکے اور capacity نہیں ہے کہ mechanism بنا سکے اور capacity نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ کے vision کو plan of action میں translate کر سکے۔ یہ وہ high class clerks ہیں جن کو system maintainers کہتے ہیں۔ They are not innovators. They cannot give you vision. They cannot even understand your vision یہ صرف system maintain کرنے والے لوگ ہیں اسی لئے یہ ہر change کو resist کرتے ہیں، یہ ہر reformation کو resist کرتے ہیں۔ میں ان سے یہ بھی پوچھتی ہوں کہ آپ نے ڈویلپمنٹ کا کتنا بجٹ utilize کیا؟ 43 فیصد کیا ہے تو باقی جو utilize نہیں ہوا وہ کہاں گیا ہے؟ وہ کیوں divert ہوا اور کیوں abrupt policies midway سے پیسے ایک پراجیکٹ سے نکال کر دوسرے پراجیکٹ میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اس House نے جس چیز کو approve کیا اور جو چیز اس House کے process سے گزرتی ہے وہ کیوں violate کی جاتی ہے۔ وہ کون سی backdoor policies ہیں وہ کون سی backdoor politics ہیں وہ کون سے backdoor black procedures ہیں جن کی وجہ سے وہ House میں نہیں لائے جاتے اور جو approve کی ہوئی چیزیں ہوتی ہیں انہیں ادھر ادھر کر دیا جاتا ہے۔ کیا اب corruption اور leakages نہیں ہیں، کیا transparency قائم کی گئی ہے، کیا آپ کی formal economy informal black economy سے تین گنا بڑی ہے، آپ نے پانچ سالوں میں کیا tackle کیا ہے؟ آپ کی revenue generation پچھلے سال سے 15 فیصد کم ہوئی ہے اور پچھلے چند سالوں میں ہمارا revenue generation 28 فیصد drop ہوا ہے۔ کیا ہم revenue generate نہیں کر سکتے؟ ہم divisible pool پر dependent ہیں۔ اگر کوئی اس House سے کوئی بہتر چیز جاتی ہے تو اس کو رد کر دیا جاتا ہے اور جو ان کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے جس کی یہ بڑی بڑی presentation بناتے ہیں اور چھ مہینے بھی نہیں گزرتے کہ ان کی re-post ہو جاتی ہے۔ They are administrators. They are not policy experts. They are not policy consultants. لیکن ہمارے اوپر یہ ٹھونس دی جاتی ہے کہ:

We are smarter than you. How? I fail to understand that.

جناب سپیکر! میں wind up کرتے ہوئے کچھ solutions بھی دینا چاہتی ہوں۔ میری آج بھی التجاء ہے کہ بیج سلم کو لایا جائے اور بیج سلم اس لئے لایا جائے کیونکہ وہ سب سے زیادہ فائدہ کسان کو دیتا ہے۔ وہ آپ کی hoardings نہیں ہونے دے گا۔ وہ آپ کا price mechanism واپس آپ کے ہاتھ میں لائے گا۔ آپ کے 90 فیصد چھوٹے کسان ہیں جو 12 ایکڑ سے کم اراضی کے مالک ہیں ان کو فائدہ دیں۔ اگر ان کو نہیں بچائیں گے تو آپ اور میں قحط کی تیاری کر لیں کیونکہ Food security is the biggest issue ہے جو ہم عنقریب face کریں گے۔ ہمیں اپنی economic realities سے evasion نہیں کرنی چاہئے۔ آپ سب کچھ ادھر ادھر کر کے کیسے debt سے اپنی جان چھڑائیں گے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایک غریب کے ساتھ جو کچھ ساہوکار کرتا ہے وہ آپ کے ساتھ IMF، MDBs اور سارے کرتے ہیں۔ ہم آج بھی اگر اسی سودی نظام میں پھنسے رہیں گے تو ہمارا یہی حال رہے گا۔ ہمارے کوئی economic parameters نہیں ہیں، پچھلے بجٹ میں تھے نہ اُس سے پچھلے اور نہ اس میں نظر آئے ہیں۔ ہمارے لئے وہ parameters set کرنا بہت ضروری ہیں۔ اس وقت سب سے بڑا population issue کا ہے۔ ہمارا ملک آج بھی 6th most populated country ہے۔ ہم نے اگر آج اپنی family planning کو promote نہ کیا اور population کو کنٹرول نہ کیا تو آپ کے resources مسلسل decrease ہوتے جائیں گے۔ آپ deforestation سے لے کر water resources کی depletion تک، آپ کی population density ہر چیز کو کھا جائے گی۔ اگر ہم نے اپنی political will نہ show کی اور ہم نے اپنی main policies میں population کو نہ لیا تو یہ وہ bomb ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے اور یہ bomb آپ کے ہر محکمہ، ہر فنڈ اور ہر پالیسی کو کھا جائے گا۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ اس کے لئے awareness خصوصاً rural areas میں پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ اب تو خاندانی منصوبہ بندی پر علماء حضرات کا بھی consensus پیدا ہو گیا ہے لہذا اب اس حوالے سے وہ مسائل نہیں رہے جو کچھ سال پہلے تھے۔ اب prentive measures استعمال کرنے چاہئیں جس میں میڈیا کے ذریعے بہت بڑی campaign چلانی چاہئے تاکہ ہم اس کو نافذ کر سکیں۔ اس کے علاوہ میں آخر پر ایک اور بات کرنا چاہوں گی کہ عورتوں کے خلاف پنجاب میں سب سے زیادہ violence ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی خراب صورتحال کے باعث There have not been enough measures کہ اُس کو curve کیا جا سکے۔ جہاں ہم باقی سب چیزوں پر غور کر رہے ہیں وہاں ہمیں عورتوں اور بچوں کے خلاف violence پر جتنے بھی laws

ہیں اُن کے Rules and Regulations اور ان پر implementation کے mechanism کو بھی improve کرنا چاہئے۔ میری ایک اور بھی گزارش ہے کہ جہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب عورتوں کے لئے اتنا کچھ کر رہے ہیں تو single یا طلاق یافتہ عورت کو بھی tax سے exemption دینی چاہئے۔ جو بیوہ عورت اپنے بچوں کو خود پال رہی ہے اُس کو بھی tax exemption دی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہوں گی کہ ہمارے Bills تو بن جاتے ہیں لیکن اُس میں ایک شق ہوتی ہے کہ .The Government may make the rules and procedures قانون سازی کرنے سے تب تک implementation نہیں ہو گی جب تک آپ Rules and Regulations کی implementation نہیں بنائیں گے۔ ایک mind set create ہوتا ہے کہ پڑھے لکھے خاندان میں بھی عورتوں کو ان کی inheritance نہیں دی جاتی جب تک اس پر awareness create نہیں کی جائے گی۔ میں آخر پر یہ کہنا چاہوں گی کہ ایک ایک پیسا اور ایک ایک آنہ اِس وقت اتنا expensive ہے کہ اگر ہم اس کو کرپشن، misadministration, misusage اور misdiverted policies سے بچا کر لگا سکیں تو یقین مانیں 782 billion rupees is a huge budget میں یہ نہیں کہتی کہ میں bureaucracy کے خلاف ہوں لیکن میں نے اُن میں سے بہت ایماندار لوگ بھی دیکھے ہیں لیکن میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ ہم اپنے personal differences سے rise کریں۔ جہاں پر national consensus, national interest اور provincial interest کی بات آتی ہے تو آج جس طرح energy اور مہنگائی سے ہمارے پنجابی یا پاکستانی لوگ suffer کر رہے ہیں، ہم سب مل کر اس پر vision نہ لا سکیں تو یہ ہمارا بہت بڑا failure ہو گا so let's do it before it gets too late آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹوکا بھی نہیں اور بولنے بھی دیا۔I am so grateful (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب احسن رضا صاحب بات کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پیا ملن دی رُت آوے تے نچے من دا مور
بیلے دی خوشبو مچایا ویہڑے ویہڑے شور
تے گھنگرو ٹُٹ گئے دل نہ ٹُٹا گھنگھرو سن کمزور
بُلھے شاہ اساں مرنا نئیں گور پیا کوئی ہور

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وزیر خزانہ صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ان حالات میں جہاں پر اتنے مسائل کھڑے کر دیئے گئے۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، احسن رضا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! ان چار سالوں میں ہم نے اتنی رکاوٹوں اور وفاقی حکومت کے اوچھے ہتھکنڈوں کے باوجود ملک پاکستان، قوم اور عدلیہ کے لئے لانگ مارچ کیا اُس کا credit بھی میاں محمد نواز شریف کو جاتا ہے۔ جب لانگ مارچ کا آغاز ہوا تو اُس وقت وکلاء کا صدر علی احمد کُرد سندھ سے چلا تو وہاں پنجاب کی سرحد پر چند پولیس والوں نے اسے ٹوکرے میں بند کر دیا، اُس کے بعد دعوے کرنے والے جن کو گھروں میں محصور کر دیا گیا اور جب لانگ مارچ شروع تھا تو اب نوجوانوں کے جو لیڈر بنے پھرتے ہیں وہ اُس وقت اپنے بچوں کے ساتھ enjoy کر رہے تھے۔ اُس وقت قوم کا خیر خواہ اور اس قوم کے لئے مرنے والا میاں محمد نواز شریف نکلا اور اُس نے عدلیہ کو بحال کروایا۔ اس کے بعد انہوں نے مزید شب خون یہ مارا کہ گورنر راج لگا دیا۔ یہ ہم پر الزام لگاتے ہیں لیکن horse trading کی کوششیں انہوں نے کی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ horse trading انہوں نے اب بھی کی ہوئی ہے کہ مرکز میں اے این پی کو ملا کر وزارتیں دے دیں اور ایم کیو ایم کو ملا کر وزارتیں دے دیں۔ جو گروپ ہمارے ساتھ ملے ہیں وہ وزارتوں اور مفاد کی خاطر نہیں آئے بلکہ اس ملک کے لئے آئے ہیں اور اُس قیادت پر انہوں نے اعتماد کیا ہے جو اس ملک پاکستان کو ٹھیک کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اب بجٹ پر بھی بات کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! ہم نے اُن روایات کا خاتمہ کیا کہ اگر صوبے کے ایک وزیر سے چھوٹی سی mistake ہوتی ہے تو اُس کو چودھری عبدالغفور کی صورت میں معطل کر دیا جاتا ہے۔ ایک چھوٹی سی mistake ہوتی ہے تو ایک ایم پی اے سے استعفیٰ لے لیا جاتا ہے۔ جمشید دستی جیسے آدمی کو دوبارہ ٹکٹ دے کر selected قانون کی violation کی کیا یہ اصولوں کی سیاست ہے؟ آج میاں محمد شہباز شریف مینار پاکستان پر خیمہ لگائے بیٹھا ہے جسے یہ لوگ ڈرامہ کہتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں وہ ڈرامہ نہیں کرتا بلکہ انہیں فکر اس قوم کی ہے

اور میں بتادوں کہ وہ سینما کی ٹکٹیں بیچتے ہوئے اقتدار میں نہیں آیا۔ وہ منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوا تھا اور اپنے ائر کنڈیشنڈ محلوں کو چھوڑ کر آج مینار پاکستان پر صرف اس قوم کی خاطر اور اس سسٹم کو ٹھیک کرنے کی خاطر دن رات ایک کئے ہوئے ہے۔ یقین کریں کہ میں نے میاں محمد شہباز شریف کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کا نام تو تمیز سے لیں کیا وہ آپ سے چھوٹے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! ایک آٹھ سالہ بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی تو یقین کریں کہ جس سے بدبو آ رہی تھی لیکن میاں محمد شہباز شریف صاحب چونیاں گئے اور اس بچی کو گود میں اٹھایا تو ان کی آنکھوں سے آنسو نکلتے ہوئے ہم نے دیکھے۔ یہ ہوتی ہے فکر، وہ اس سسٹم کو ٹھیک کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کو دیکھ لیں کہ ہم نے 302 میں چالان ہوتے دیکھے لیکن آج ڈی پی اوز اور ڈی سی اوز کے دروازے عام لوگوں کے لئے کھلے ہیں اور آج وہاں پر عام آدمی کو ریلیف مل رہا ہے۔ زمینداروں کو میرٹ پر گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت ٹریکٹر دیئے۔ یقین کریں کہ میرے حلقہ میں دس لوگوں کے ٹریکٹر نکلے جو کہ سارے میرے مخالفین تھے تو اسے میرٹ کہتے ہیں۔ 60 ہزار ایجوکیٹرز ہم نے بھرتی کئے، ہم نے ووٹوں کی سیاست نہیں کی، ہم نے مفاد کی سیاست نہیں کی بلکہ ہم نے عوام کی سیاست کی ہے، ملک پاکستان کی سیاست کی ہے اور پنجاب کی سیاست کی ہے۔

جناب سپیکر! میں بے حد مشکور ہوں وزیر اعلیٰ صاحب کا کہ انہوں نے قصور جیسے ضلع کو جو کہ گزشتہ 64 سالوں سے علاقہ غیر کا سماں دیتا تھا لیکن آج انہوں نے اربوں روپے کا سٹی پیکج دے کر اس کا حلیہ تبدیل کر دیا ہے۔ فیروزپور روڈ کو دیکھ لیں، دیپالپور روڈ بن رہا ہے تو قصور جیسا ضلع یورپ میں بھی نہیں ہوگا جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہماری تحصیل چونیاں میں کارڈیک سنٹر کا اجراء اور قصور میں بس ٹرمینل جیسے منصوبے کا کریڈٹ انہیں جاتا ہے۔ یہاں پر وزیر خزانہ صاحب تشریف رکھتے ہیں تو میں اپنے حلقہ کے لئے چند گزارشات کروں گا کہ گنڈا سنگھ سے لے کر حویلی لکھا تک کم از کم 150 کلو میٹر دریائی علاقہ پر کوئی پل نہیں ہے اور میں نے گزشتہ سال اور اس سے بھی گزشتہ سال گزارش کی تھی کہ لاکھوں کی آبادی ہے اور لاکھوں ایکڑ ہمارا رقبہ ہے اس لئے اوکاڑہ اور قصور کی باؤنڈری کے درمیان ایک پل دے دیں تو اس آبادی پر وزیر اعلیٰ صاحب کی بہت بڑی مہربانی ہوگی۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ میرے حلقہ

پی پی۔180 میں ایک بوائز ڈگری کالج دے دیا جائے تو مہربانی ہو گی کیونکہ یہاں سے قصور 60 کلو میٹر ہے اور اس کے علاوہ یہاں پر ایک 1122 ریسکیو کی بھی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میڈیا بھی یہاں پر موجود ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی اور پاک فوج کو ٹھیک کر لیا جائے تو وطن عزیز ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: ملک جلال دین ڈھکو صاحب، تشریف نہیں رکھتے۔ سردار فتح محمد بزدار صاحب!

سردار فتح محمد خان بزدار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب میں سب سے remote area ہمارا ہے اور سب سے زیادہ backward area بھی ہمارا ہے جس میں تحصیل ٹرائیبل ایریا اور تحصیل تونسہ شامل ہیں۔ تحصیل ٹرائیبل ایریا وہ تحصیل ہے جس میں کوئی سہولت موجود نہ ہے۔ وہاں پر سڑکیں ہیں، بجلی، پانی ہے نہ کوئی ایسا سکول جہاں بچے انگریزی پڑھیں یا آگے ماڈرن دور میں داخل ہوں۔ اس لحاظ سے یہ عجیب علاقہ ہے کیونکہ بڑے عرصے سے ادھر کسی کی توجہ نہیں ہوئی۔ اس علاقے سے باہر کے لوگ منتخب ہوتے رہے جنہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ ہم حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ علاقہ معدنیات کی دولت سے بھرا ہوا ہے جنہیں نکالنے کے لئے اور explore کرنے کے لئے سڑکوں کے بغیر تو کچھ نہیں ہو سکتا، لوگوں کے گھر ادھر ادھر پہاڑوں اور وادیوں میں ہیں، اللہ تعالیٰ نے وہاں پر انسان کو بسایا ہے، آبادیاں ہیں لیکن وہاں پر تعلیم نہیں ہے اور پرائمری سکولوں کی ضرورت ہے۔ لوگوں کی زرعی آمدن پر ان کی حالت depend کرتی ہے اور ذرائع آمدنی زیادہ تر مال مویشی پر ہے، پھر کچھ لوگ سروس وغیرہ بھی کرتے ہیں اس لحاظ سے مال مویشی کے لئے سہولتیں، ہسپتال وغیرہ قائم کرانا، ان کی دیکھ بھال کرنا اور ان پر توجہ دینا اس علاقے کی معیشت کو فائدہ دے گا۔ وہاں کوئی نہر ہے نہ کھالہ اور کچھ بھی نہیں ہے بلکہ وہ بارانی علاقہ ہے، پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں پر بارشیں ہوتی ہیں تو پانی آ جاتا ہے جو کہ بہتا ہوا دریا میں داخل ہو جاتا ہے اور ہمارے کسی کام نہیں آتا۔ اس علاقہ میں سمال ڈیم سکیم شروع کی جائے، پانی کو روک کر اور جمع کر کے کھیتوں تک پہنچائیں تاکہ غلہ پیدا ہو اور مال مویشی آرام سے رہیں اور انسانوں کو کچھ ملے۔ ہمیں ایک چیز کی بڑی ضرورت ہے اور وہ ہے شناختی کارڈ۔ ہمیں شناختی کارڈ بنانے کے لئے تونسہ جانا پڑتا ہے۔ وہاں سے کیسے جاتے ہیں یہ بھی ایک عجیب بات ہے۔ کبھی موٹر پر بیٹھ کر، کبھی پیدل چل کر اور اپنے بال بچوں کو لے کر وہاں جاتے ہیں۔ وہاں پر ایک ایک ہفتہ بیٹھے رہتے ہیں کوئی توجہ نہیں کرتا۔ آپ کو پتا ہے کہ شناختی کارڈ کس طرح بنایا جاتا ہے؟ وہ ان سے پوچھیں جو وہاں جاتے ہیں اور شناختی کارڈ بنواتے ہیں۔ ہماری پورے تحصیل میں شناختی

کارڈ کا دفتر نہیں ہے وہاں ایک دفتر لازمی ہونا چاہئے تاکہ علاقے کے لوگ وہاں آکر شناختی کارڈ بنوائیں۔ اگر شناختی کارڈ ہر معاملے میں ضروری ہے تو یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کی دہلیز پر جا کر ان کو شناختی کارڈ بنوا کر ان تک پہنچائیں۔ لوگ وہاں سے آئیں، اتنا خرچہ کریں، یہ کس قسم کی بات ہے اور یہ کیا سہولت ہے؟ بجلی ہے، نہ گیس ہے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ علاقہ لاکھوں ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے اور خصوصاً تمن بزدار کا علاقہ۔ Tribal areas میں سب سے بڑا علاقہ تمن بزدار کا ہے یعنی بزدار قبیلے کا۔ اس میں تین یونین کونسل ہیں وہاں ابھی تک settlement کا کام نہیں ہوا۔ یعنی مجھے بھی پتا نہیں ہے، کسی کو پتا نہیں ہے کہ میرا رقبہ کہاں ہے؟ آپس میں جھگڑے ہوتے ہیں اور یہ عام سی بات ہے۔ پنجاب میں کون سی جگہ ہے جہاں پر settlement نہیں ہوا؟ settlement کے ذریعے لوگوں کے حقوق محفوظ ہو جاتے ہیں۔ لوگ حکومت سے قرضہ لے سکتے ہیں، ٹریکٹر لے سکتے ہیں اور کاروبار کر سکتے ہیں۔ پھر اس علاقے میں گورنمنٹ نے tribal areas کی ڈویلپمنٹ کے لئے تقریباً 4۔ ارب روپے رکھے ہیں لیکن وہاں پر پراجیکٹ ڈائریکٹر ہی نہیں ہے۔ معاملات کمشنر کے سپرد ہیں، کمشنر دوسرے کام کرے یا اس پر کام کرے؟ وہاں پر کوئی بندہ نہیں ہے۔ ابھی تک صرف پانچ فیصد بجٹ خرچ ہوا ہے باقی پیسے رکھے ہوئے ہیں۔ وہ lapse ہو جائیں گے اور حکومت کے پاس چلے جائیں گے پھر ان کا واپس آنا کتنا مشکل ہو گا۔ ہم نے اس علاقے کو ترقی دینی ہے، ہم نے اس کی ترقی کے لئے سوچنا ہے، گورنمنٹ کو بھی سوچنا ہے اور ہمیں بھی سوچنا ہے۔ ہم تو نمائندے ہیں اس لئے ہم اسمبلی میں کہتے ہیں کہ اس پر توجہ دی جائے۔ وہاں گھریلو صنعتوں کو رواج دیا جائے۔ اس کام کے لئے غریب مردوں کو غریب عورتوں کو engage کیا جائے۔ اس کے بعد میں تحصیل تونسہ کی بات کروں گا۔ تحصیل تونسہ میں تین قسم کے علاقے ہیں۔ ایک پہاڑ کے ساتھ جو علاقہ ہے اس کو پچاد کہتے ہیں۔ پھر ایک درمیانی علاقہ جو نہری علاقہ ہے اور ایک دریائی علاقہ ہے جس کو ہم بیٹ کہتے ہیں۔ جو پچاد کا علاقہ ہے وہاں بارشیں ہوتی ہیں ندی نالوں سے پانی میدانوں میں آتا ہے اور لوگ وہ پانی روک کر اپنے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں۔ اس سیرابی کے لئے بھی ایک مکواں ہوتا تھا۔ لوگ آتے تھے، زمیندار آتے تھے اس پانی کو channelize کر کے اپنے کھیتوں میں لے جاتے تھے۔ اب وہ سسٹم کمزور ہو گیا ہے اب بلڈوزر کا کام ہے لہذا اب بلڈوزر دیئے جائیں تاکہ اس کا پانی روک کر کھیتوں میں لایا جائے۔ یہ ایسا علاقہ ہے کہ یہاں پانی کی قلت ہے، جہاں کہیں بجلی ہے تو وہاں پانی بہت گہرا ہے لہذا اس علاقے میں کوئی جامع منصوبہ بنایا جائے تاکہ پانی کے لئے لوگ پریشان نہ ہوں۔ اس کے بعد نہری علاقہ ہے۔ تونسہ کے علاقہ میں ایک نہر ہے CRBC چشمہ رائٹ بنک کینال

اس میں پنجاب کے لئے جتنا پانی مقرر ہے وہ پانی اس میں سے تقریباً1/3 حصہ ڈیرہ اسماعیل خان یعنی سرحد والے کاٹ کر لے جاتے ہیں۔ وہ ان کو نہیں ملتا۔ یہ کیوں نہیں ملتا، یہ کس کا کام ہے؟ یہ کام حکومت کا ہے، صوبائی حکومت کا بھی کام ہے کہ وہ اس کو pursue کرے کہ ان کا پانی پورا دیا جائے۔ پانی نہیں ملتا تو tail تک پانی نہیں جاتا اس لئے کاشتکار کو بہت مسئلہ ہے۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ باقی جو مسائل ہیں جیسے بجلی، پانی، واٹر سپلائی، سکول ان پر بھی توجہ دی جائے۔ پھر ایک علاقہ دریائی ہے وہ ایسا علاقہ ہے جہاں سڑکیں ہیں اور نہ کوئی ڈویلپمنٹ ہے۔ پچھلے سیلاب میں یہ علاقہ بالکل تباہ ہو گیا تھا۔ وہاں کے لوگوں کی demand ہے کہ جو ہم غلہ وغیرہ کھیت سے منڈی تک لے جاتے ہیں، وہ چونکہ نشیبی علاقہ ہے اوپر جانے کے لئے راستے نہیں ہیں۔ مہربانی کر کے وہاں پر پکے راستے بنائے جائیں تاکہ لوگ اپنا سامان لے جا سکیں اور لا سکیں۔ یہ علاقہ بڑا fertilize ہے وہاں پانی بہت نزدیک ہے۔ اگر اس علاقے میں بجلی سپلائی کی جائے تو یہ علاقہ پنجاب کے برابر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہاں میٹھا پانی ہے اور علاقہ بھی بڑا ہے۔ جب لوگوں کو سہولت ملے گی تو وہ ہر چیز پیدا کریں گے۔

جناب سپیکر: بزدار صاحب wind up کریں۔

سردار فتح محمد خان بزدار: لہذا میں نے جتنی موٹی موٹی باتیں کی ہیں ان پر توجہ دی جائے اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت ایک خصوصی ٹیم بنا کر اس علاقے میں بھیجے تاکہ وہ وہاں جا کر study کرے کہ ان کی کیا demands ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ شکریہ

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: ڈاکٹر سامیہ امجد مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

The King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012 (Bill No.17 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔ اب جناب شاہجہان احمد بھٹی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال 2007-08 اور 2009-10 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال 2007-08 اور برائے سال 2009-10 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی-II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2012 سے 8۔اپریل 2013 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال 2007-08 اور برائے سال 2009-10 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی-II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2012 سے 8۔اپریل 2013 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال 2007-08 اور برائے سال 2009-10 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی-II کی رپورٹیں ایوان میں پیش

کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔ جولائی 2012 سے 8۔ اپریل 2013 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ اب سید ناظم حسین شاہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز (سول اینڈ کمرشل) برائے سال 07-2006 اور سول مالی وصولیاں، سول ورکس اینڈ کمرشل برائے سال 09-2008 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید ناظم حسین شاہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز (سول اینڈ کمرشل) برائے سال 07-2006 اور (سول، مالی وصولیوں، سول ورکس اینڈ کمرشل) برائے سال 09-2008 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔ جولائی 2012 سے مورخہ 8۔ اپریل 2013 تک کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز (سول اینڈ کمرشل) برائے سال 07-2006 اور (سول، مالی وصولیوں، سول ورکس اینڈ کمرشل) برائے سال 09-2008 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔ جولائی 2012 سے مورخہ 8۔ اپریل 2013 تک کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:
"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز (سول اینڈ کمرشل) برائے سال 07-2006اور (سول، مالی وصولیوں، سول ورکس اینڈ کمرشل) برائے سال 09-2008پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2012 سے مورخہ 8۔اپریل 2013تک کی توسیع کر دی جائے۔"
(تحریک منظور ہوئی)

سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث
(---جاری)

جناب سپیکر: جی،next ملک محمد عامر ڈوگر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! شکریہ

نثار میں تری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے، جسم و جاں بچا کے چلے
بنے ہیں اہل ہوس، مدعی بھی منصف بھی
کس کو وکیل کریں، کس سے منصفی چاہیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بہت شکریہ۔آپ نے ہمیں تقریر کا موقع دیا لیکن رسم دنیا بھی ہے اور موقع بھی ہے لیکن بڑے بوجھل دل سے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بجٹ پر تقریر کریں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! دل تو نہیں کرتا کہ کوئی بات کی جائے۔جہاں ایک اتنے بڑے صوبہ کا وزیر خزانہ جس کے پاس یہ چھٹا محکمہ ہو اور اس کے دوست کہیں کہ میاں صاحب "تسی چھٹا مار لیا" کیا بجٹ اور کیا تقریر، کیا کریں اور کیا کہیں ؟اس صوبہ میں چالیس محکمے ہیں، کیا چالیس محکموں کے لئے چالیس

وزیر اس اسمبلی میں نہیں ہیں؟ آدھے سے زیادہ محکمے خود وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہیں اور باقی جو وزیر ہیں ان کے پاس چھ چھ محکمے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ کیا یہ good governance ہے؟ اور یہ بجٹ تو ویسے بھی بیورو کریسی کا تیار کردہ بجٹ ہے، یہ تو صرف ان کو پیش کرنے کے لئے دیا گیا ہے، دو دن انہوں نے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر ریہرسل کی ہے اور اب یہ بیٹھ کر کارروائی ڈال رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کیا ہے، ہم کیا deliver کر رہے ہیں اور ہم باہر والوں کو کیا پیغام دے رہے ہیں اور یہ بہت بڑا ایوان ہے، بڑے بڑے لوگ اس ایوان میں آئے اور آج ہم کہاں جا رہے ہیں؟ مجھے افسوس ہے کہ ہم بہت پستی کا شکار ہو رہے ہیں اور ہمارے خادم اعلیٰ صاحب سوائے self projection یعنی ذاتی تشہیر اور ڈرامے بازی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! لیکن کچھ باتیں کرنے کو دل چاہتا ہے۔ انرجی کی بات کروں گا کہ ہم نے یعنی وفاق نے صوبوں کو انرجی پیدا کرنے کا اختیار دے دیا ہے اور آپ کی حکومت نے انرجی کے لئے گزشتہ سال 9۔ ارب روپے رکھے۔ آپ کو کس نے منع کیا تھا کہ آپ انرجی نہ پیدا کریں، اگر آپ انرجی پیدا کرتے تو آج آپ خود کفیل ہوتے لیکن آپ تو چاہتے ہیں کہ سارے کا سارا ملبہ وفاقی حکومت پر ڈال دیا جائے، ایسا نہیں ہے عوام سمجھدار اور باشعور ہیں۔ باقی صوبے بھی تو ہیں جب یہ اختیار باقی صوبوں کو ملا تو وہاں پر انرجی پیدا کی جا رہی ہے، پریکٹیکلی وہاں نظر آ رہا ہے اور وہاں کچھ سسٹم میں add ہو رہا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہم تونسہ بیراج پر 120 میگاواٹ چائنا کی مدد سے پراجیکٹ لگائیں گے لیکن تیسرا بجٹ آگیا ہے وہاں پر کوئی کام نہیں ہوا کیونکہ میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔ آپ نے پنجاب پاور ڈویلپمنٹ بورڈ بنایا، جہاں بیورو کریسی بیٹھ گئی اور وہ صرف نام کا ہے وہاں سوائے زبانی جمع خرچ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ انرجی کانفرنس ہوئی اور انرجی کانفرنس میں یہ طے کیا گیا کہ ہفتہ کو چھٹی کی جائے اور کاروباری مراکز کو شام سات بجے بند کیا جائے۔ اگر آپ چاہتے تو سات آٹھ بجے تک کاروباری مراکز بند کروا دیئے جاتے تو کافی حد تک ہم بجلی کی بچت کر سکتے تھے لیکن آپ کہتے ہیں کہ تاجر طبقہ ہمارا ووٹر ہے تو وہ ہم سے بھاگ جائے گا۔ آپ سے تو عوام ویسے ہی بھاگ گئی ہے اب تو جو رہی سہی کسر لاہور کی ہے وہ بھی انشاء اللہ اگلے الیکشن میں آپ کو پتا چل جائے گا کہ آپ کے ساتھ ہوتا کیا ہے؟ سارا کیا دھرا صرف آپ کا focus ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی آج کوئی ایسی خبر بنے جس میں ان کی تصویر بنے، ان کا فوٹو شوٹ ہو اور اس کے علاوہ کچھ نہیں (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کچھ آپ بھی تو کرتے لیکن آپ نے بھی کچھ نہیں کیا اور شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصے کی کوئی شمع جلائے جاتے

جناب سپیکر! مورخ تاریخ لکھے گا، اگر ہم بھی ڈوبیں گے تو آپ بھی ساتھ ڈوبیں گے۔ یہ بات نہیں ہے کہ آپ کو ووٹ مل جائیں گے اور ہمیں ووٹ نہیں ملیں گے۔ میری لیڈر نے میثاق جمہوریت پر دستخط کئے تھے، ہم مفاہمت کی پالیسی کو آگے لے کر چلے لیکن آپ کی تکبرانہ سیاست اور آپ کی بددماغی نے آج پاکستان میں سیاست میں آپ کو اکیلا کر دیا ہے۔ آپ صرف جی ٹی روڈ تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ آپ دیکھیں گے اور انشاء اللہ آپ جی ٹی روڈ سے بھی فارغ ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! اب میں محکمہ صحت کی بات کروں گا جو کہ بہت ضروری ہے۔ آپ نے محکمہ صحت میں 36۔ارب روپے رکھے ہیں لیکن 36۔ارب روپے جو پچھلے سال رکھے گئے اس میں بھی تو کوئی کارنامہ مجھے نظر نہیں آتا۔ مفت ادویات کی بات کی گئی تو سوائے لاہور اور پورے پنجاب کے چند ہسپتالوں کے علاوہ کسی ہسپتال میں کوئی دوائی نہیں ملتی۔ Hepatitis اور ڈینگی بخار سے جو اموات پچھلے سال ہوئیں اس پر آپ کو ڈوب مرنا چاہئے۔ کتنے شرم کی بات ہے کہ سروسز ہسپتال میں جو پچھلے دنوں بچوں کا واقعہ ہوا، پوری دنیا کی نظریں شرم سے جھک گئی ہیں، کیا آپ کی حکومت ہے اور کیا آپ کی کارکردگی ہے؟ کسی ایک محکمے کے بارے میں تو بتائیں کہ ہمارا ایک محکمہ ہے جسے ہم رول ماڈل کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔ ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی چودھری پرویز الٰہی صاحب نے بنایا تھا، چار سال پہلے وہاں وزیراعلیٰ صاحب گئے اور انہوں نے کہا کہ اس کا آؤٹ ڈور اور ایمرجنسی وراڈ ہونا چاہئے۔ اس کے برابر میں ایک محکمہ کا کلب تھا، اس کے برابر میں پولیس آفیسر کلب تھا، آٹھ کنال زمین acquire کر لی گئی اور بلڈنگیں گرا دی گئیں لیکن چار سال سے وہ خالی میدان پڑا ہوا ہے اور ایک step بھی آگے نہیں چل سکا کہ آؤٹ ڈور بنایا جائے۔ اسی طرح وزیر آباد کا کارڈیالوجی سنٹر شروع کیا گیا لیکن اس پر کوئی کام نہیں ہوا اسی طرح ڈیرہ غازیخان میڈیکل کالج کی بات میں کروں گا کہ اس پر بھی کچھ نہیں ہوا۔ شیخ زید ہسپتال اٹھارہویں ترمیم کے تحت آپ کو مل گیا ہے۔ میں گزشتہ دنوں وہاں ہسپتال گیا جو کہ پاکستان کا بہترین ہسپتال تھا لیکن جب سے پنجاب حکومت کے پاس آیا ہے اس کا معیار دو سو گنا تبدیل ہو

گیا ہے۔ وہاں اتنا بُرا حال ہے کہ یوں لگتا ہے کہ جیسے کسی دیہات کا BHU ہے لیکن دیہاتوں کے BHU اور RHC کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئر مین (مہر اشتیاق احمد) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئر مین: ڈوگر صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب چیئر مین! جہاں تک تعلیم کی بات کروں تو کیا 3۔ارب روپیہ دانش سکولوں کے علاوہ، آپ نے 10۔ارب روپیہ خرچ کیا، ہمارے حلقوں کے سکولوں پر آپ کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ وزیر اعظم صاحب میرے حلقہ کے ایم این اے ہیں اور خود وزیر اعظم سے اپنے حلقے کے فنڈز لے کر ان کروڑوں روپوں سے سکولوں کی نئی عمارتیں بنائی۔ محکمہ خزانہ میں SNE کے لئے فائلیں پڑی ہوئی ہیں کم از کم یہ ان کی SNE تو منظور کر دیں اور یہ تو آپ کا حق ہے حالانکہ یہ provincial subject تھا۔ ان کی اپ گریڈیشن بھی آپ نے کرنی تھی، ان عمارتوں میں missing facilities بھی آپ نے دینی تھی لیکن میں وزیر اعظم صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے صوبائی محکموں کے لئے بھی پیسے دیئے لیکن جہاں SNE کی بات ہوتی ہے تو فائلیں آپ کے محکمے کے دفتروں میں پڑی ہوئی ہیں لیکن کوئی بھی ہماری SNE منظور کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ پرائمری سکول سے مڈل سکول اور مڈل سے ہائی سکول بے یارومدگار ہیں کیونکہ دانش سکول میں آپ کی خبر بنتی ہے، آپ کی projection بنتی ہے اور آپ اپنی ذات کے علاوہ کسی دوسرے کا نام اور credit برداشت نہیں کرتے حتیٰ کہ آپ کے پارٹی لیڈر میاں محمد نواز شریف کا اس پوری بجٹ تقریر میں کوئی ذکر نہیں ہے سوائے ایک آدھ دفعہ کے لیکن باقی سارا خادم اعلیٰ، خادم اعلیٰ چل رہا ہے۔ بہت افسوس کی بات ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے پچھلے سال 72۔ارب روپے رکھے گئے اور مشکل سے 6 سے 7۔ارب روپے release ہوئے۔ اس سال پھر آپ نے 80۔ارب روپے رکھے ہیں، ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ جنوبی پنجاب بڑا پسماندہ ہے اور یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب بڑی بڑی تقریریں کر کے جاتے ہیں لیکن سوائے لالی پاپ دینے کے کچھ نہیں کرتے ہیں اسی لئے تو ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں تخت لاہور کی قید سے آزاد کیا جائے، ہم انشاء اللہ آزادی لے کر رہیں گے اور ہم ایک نیا صوبہ بنائیں گے۔ یہاں ہم نے صوبہ بہاولپور اور صوبہ جنوبی پنجاب کی قرار دادیں پاس کی ہیں لیکن اس کے infrastructure کے لئے ایک روپیہ نہیں رکھا گیا آپ نہیں چاہتے کہ نئے صوبے بنیں اور جنوبی پنجاب کی پسماندگی دور ہو۔ ہمارے شاعر خواجہ غلام فرید نے کیا خوب کہا تھا۔

تھی خوش فریدا شاد ول
مونجھاں کوں نہ کر یاد ول
جھوکاں تھیسن آباد ول

اور انشاء اللہ اب وہ وقت آ گیا ہے جب ہم تخت لاہور سے اپنی آزادی حاصل کریں گے۔ اگر امن وامان کی میں بات کروں تو کل بھی لاہور میں ایک بہت بڑی ڈکیتی ہوئی ہے اور آئے دن بڑے شہروں میں کروڑوں روپے کی ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ آپ نے 161۔ ارب روپے کا بجٹ رکھا ہے جبکہ پولیس کی کارکردگی بالکل صفر ہے۔ پولیس سوائے پروٹوکول، لوٹ مار کے اور کچھ نہیں کر رہی۔ اس کے علاوہ جو اغواء برائے تاوان کی وارداتیں ہیں اس میں ایس پی اور ڈی پی او level کے افسران ملوث ہیں اور یہ بات رپورٹ ہوئی ہے لیکن کوئی سننے والا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات wind up کریں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں۔ بڑی ابتر صورتحال ہے اور اسی طرح کانسٹیبل، ہیڈ کانسٹیبل level کے جو ملازمین ہیں ان میں انتہائی بددلی پائی جاتی ہے ان پر جو سب انسپکٹر اور انسپکٹر لگائے ہوئے ہیں وہ کماؤ پتر ہیں اور اس کے علاوہ تھانے میں ایک عام آدمی کی عزت نفس بھی محفوظ نہیں ہے، منتخب نمائندوں کی بھی کوئی عزت نہیں ہے تو پھر یہ کس قسم کا لاء اینڈ آرڈر اور امن وامان ہے۔ خصوصی طور پر خواتین کے ساتھ اغواء اور زیادتی کی وارداتوں میں جو اضافہ ہو رہا ہے وہ انتہائی تشویشناک ہے۔ گزشتہ دنوں ڈیرہ غازی خان میں فورٹ منرو کے مقام پر جو واقعہ ہوا اس سے ہمارے سر شرم سے جھک گئے، وہ بربریت کی انتہا تھی۔ مجھے خادم اعلیٰ صاحب اور حکومت پنجاب بتائیں کہ کسی ایک محکمہ میں آپ نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہو۔ آپ کی پالیسیوں کی وجہ سے اچھے افسران تبادلے کروا کر صوبہ چھوڑ کر وفاق میں چلے گئے ہیں۔ مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اگر آپ نے دانش سکول، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بنائی تو اس کے ساتھ ہی کروڑوں روپے کے سکینڈل بھی سامنے آ گئے۔ اسی طرح آپ اگر لیپ ٹاپ دے رہے ہیں کہ ہم youth کو اپنی طرف convert کریں جو عمران کی طرف جا رہی ہے۔ اسی طرح آپ نے بے روزگار سکیم شروع کی، کسی جگہ پورے شہر میں کوئی ایک ییلو کیب ٹیکسی والا بتا دیں جو ٹیکسی کا مسافروں کے لئے یا سواریوں کے لئے استعمال کرتا ہو۔ لوگوں نے گھروں میں اور اپنے porches میں وہ گاڑیاں کھڑی کر دی ہیں۔ آپ مجھے کوئی ایک منصوبہ بتا دیں، سستی روٹی سے لے کر لیپ ٹاپ تک کوئی ایک منصوبہ ایسا بتا دیں جو کامیاب ہوا ہو۔ ہر منصوبے میں

کروڑوں روپے کی تشہیر کی جاتی تھی جس سے آپ کی خبر بنتی تھی آپ کا نام آتا تھا، میں تو یہ کہوں گا کہ سوائے one man show کے اور اس بجٹ میں کچھ نہیں ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کو کس بات کا کریڈیٹ دوں، پنجاب حکومت نے کون سا ایسا کام کیا ہے جو میں وزیر خزانہ کو مبارک باد دوں۔

سید ناظم حسین شاہ: ایک دن میں بجٹ بنایا ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر : ہاں ایک دن میں بجٹ بنایا ہے۔ آخر میں پنجاب کے ضلع ڈیرہ غازی خان میں فورٹ منرو کے مقام پر اور اس کے علاوہ خواتین کے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں، پنجاب کے بڑے شہروں اور بالخصوص جنوبی پنجاب میں جو ڈکیتیاں ہو رہی ہیں شاید اسی کے لئے امریتا پریتم نے وارث شاہ کو دہائی دی تھی کہ:

اج آکھاں وارث شاہ نوں کتھوں قبراں وچوں بول
تے اج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقہ پھول
اک روئی سی دھی پنجاب دی توں لکھ لکھ کیتے وین
اج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نو کہن
اٹھ درد منداں دے دردیا اٹھ تک اپنا پنجاب
اج بیلے لاشاں وچھیاں تے لہو نال بھری چناب
شکریہ

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ میں چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون ریونیو اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!

The Punjab Revenue Authority Bill 2012(Bill No19 of 2012

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین: چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں پنجاب کے ایک عوام دوست اور انتہائی بہترین بجٹ پر اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، محکمہ فنانس کے سیکرٹری اور ان کی تمام ٹیم کو زبردست طریقے سے مبارکباد پیش کرتا ہوں بلکہ ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ساری ساری رات جاگ کر عوام کی بہتری کے لئے، پنجاب کی مضبوطی کے لئے اور اس پنجاب کی بہتر تعلیم کے لئے ہیلتھ کے لئے ایک بہترین بجٹ دیا ہے۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "جھوٹ، جھوٹ" کی آوازیں)

میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ چار سال کے بعد پانچویں سال میں اس بات کا نچوڑ ہے کہ پنجاب حکومت غریبوں سے پیار کرتی ہے پنجاب حکومت صوبہ سے پیار کرتی ہے اور پنجاب حکومت غریب لوگوں کی سرپرستی بھی کرتی ہے۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "جھوٹ، جھوٹ" کی آوازیں)

جناب چیئرمین! یہ ان حالات میں بجٹ پیش کیا گیا ہے آپ خود اس پر نظر دوڑائیں کہ یہ کن حالات میں دیا گیا ہے۔ اس ملک کا صدر جس کا نام [*****]

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ No point of order. جب آپ کی باری آئے گی اس وقت بات کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 706 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! یہ ہمارے قائد کی شان میں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں اور یہ طے ہوا ہے کہ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب چیئرمین! میں ان کی دفعہ نہیں بولا اب یہ میری بات بھی سنیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! میں نے ان کی بات سنی ہے اب یہ میری بات کو بھی سنیں۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کے معزز ممبران احتجاجاً اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو گئے
اور "الفاظ واپس لو" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین: آپ بات تو سنیں۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): اب یہ میری بات سنیں گے، میں نے بھی ان کی باتیں سنی ہیں اب یہ اپنے اندر جرأت پیدا کریں۔ جناب چیئرمین ان کے اندر میری بات سننے کی ہمت نہیں ہے۔ میں اب اپنی باتیں ان کو سناؤں گا۔ ان کی کہانی سناؤں گا۔ (قطع کلامیاں)

MR CHAIRMAN: Order in the House please.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ چور ہیں۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! میں اب مداری کی باتیں کروں گا۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کے معزز ممبران کی طرف سے
"میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کے خلاف چور، چور" کی نعرہ بازی)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! [*********]

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب والا! ان کی قیادت اور آصف زرداری کی تاریخ لکھی جا رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! پاکستان کا خزانہ لوٹنے والے ڈاکوؤں کی میں بات کروں گا۔۔(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ سب سے بڑے ڈاکو ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! اب یہ میری بات سنیں گے۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ہائے مداری، ہائے مداری" کی نعرہ بازی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اب یہ میری بات انشاء اللہ سنیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: سنائیں، سنائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب چیئرمین! اب ان میں بات سننے کی ہمت نہیں ہے۔ ہم نے ان حالات میں یہ بجٹ دیا جن حالات میں پاکستان کی معیشت تباہ ہو چکی تھی۔(قطع کلامیاں)

اگر میں تقریر نہیں کروں گا تو پھر ان میں سے کوئی بھی تقریر نہیں کرے گا۔ میں کسی کو بھی تقریر نہیں کرنے دوں گا۔ اگر انہوں نے میری تقریر نہ سنی تو کسی کو بھی تقریر نہیں کرنے دوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کھڑے ہو کر مسلسل نعری بازی کرتے رہے)

جناب چیئرمین: یہ سب تشریف رکھیں۔ جی، ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): آپ خاموش ہو جاؤ میں تقریر کروں گا تو پھر کسی کی باری آئے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے چور مچائے شور کی نعرہ بازی)

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 706 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یہ سب سے بڑے چور ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! یہ مجھے دھمکیاں دے رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں ان کی تقریر میں نہیں بولا۔[******]

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! پلیز۔ میں تمام غیر پارلیمانی الفاظ حذف کرتا ہوں۔ تمام معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

جناب طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! اس سے معافی منگوائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): ان کو میری بات سننی پڑے گی، اگر میری تقریر نہیں ہوئے گی تے فیر کسی دی وی نہیں ہوئے گی۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے گو زرداری گو کی نعرہ بازی)

کورم کی نشاندہی

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں کورم پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں۔ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، کورم کی نشاندہی ہوئی ہے گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

اگرچہ بجٹ اجلاس کے دوران کورم کی نشاندہی کی شاید کبھی بھی روایت نہیں رہی لیکن چونکہ کورم پورا نہیں ہے لہذا آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر آدھ گھنٹہ وقفہ کے بعد 2 بج کر 42 منٹ پر
جناب چیئرمین (مہر اشتیاق احمد) کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
گنتی کی گئی ہے۔ کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس مورخہ 15-جون 2012 بروز جمعۃ المبارک صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔